THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT
Monday, March 28, 2011
(69th Session)
Volume II No. 01
(Nos.1-10)

CONTENTS

Pages
1. Recitation from the Holy Quran.. 1
2. Panel of Presiding Officers…………….…………..………… 2
3. Leave of Absence………………………………………………… 2
4. Discussion on Resolution: Desecration of the Holy Quran ……... 7-39
5. Points of order: GEO Channel Issue………………...………… 40-54

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume II SP.II(01)/2011
No.01 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, March 28, 2011

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at fifty eight minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ
بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿٥٦﴾ وَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿٥٧﴾

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا ہم عنقریب انہیں (دوزخ کی) آگ میں جھونک دیں گے جب ان کی کھالیں جل جائیں گی تو ہم انہیں دوسری کھالیں بدل دیں گے تاکہ وہ (مسلسل) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں، بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو ہم انہیں بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ان کے لیے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور ہم ان کو بہت گھنے سائے میں داخل کریں گے۔

(سورۃ النساء آیات ٥٦ تا ٥٧)

Panel of Presiding Officers

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

In pursuance of sub-rule (1) of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, I nominate the following members, in order of precedence, to form a panel of presiding officers for the 69th session of the Senate of Pakistan.

1. Senator Ilyas Ahmad Bilour.
2. Senator Sabir Ali Baloch.
3. Senator Naeem Hussain Chattha.

Senator Dr. Khatu Mal: Point of Order.

Leave of Absence

جناب چیئرمین: ایک منٹ جی، leave applications کوئی ہیں تو مجھے دے دیں۔ میں Leave Applications لے لوں۔ جناب احمد علی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 28 مارچ تا یکم اپریل ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر 28 مارچ تا 8 اپریل ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: حاجی خدا بخش راجڑ صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ عمرے کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب جا رہے ہیں۔ اس لیے مورخہ 28 مارچ تا 05 اپریل اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

انجینئر شوکت اللہ، وزیر برائے ریاستیں اور سرحدی امور نے اطلاع دی ہے کہ وہ اسلام آباد سے باہر ہیں اس لیے آج مورخہ 28 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر کھٹومل صاحب۔ دیکھیں جتنے بھی Points of Orders ہیں، -----

Senator Dr. Khatu Mal: Sir, this is not a Point of Order. ہمارے minority minister آنجہانی شہباز بھٹی صاحب کو جس طرح بے دردی سے قتل کیا گیا ہے ہم اس کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے ہاؤس سے request کروں گا کہ ان کے دکھ میں شریک ہونے کے لیے ایک منٹ کی اگر خاموشی اختیار کی جائے تو بڑی نوازش ہو گی۔

Mr. Chairman: Yes, Leader of the House Sahib.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری (قائد ایوان): اس پر میں ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ذوالفقار علی جاموٹ صاحب ہمارے اس ایوان کے ممبر رہے ہیں، جن کا پچھلے دنوں انتقال ہوا ہے، ان کی مغفرت کے لیے بھی دعا کی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، مولانا گل نصیب صاحب پہلے ذوالفقار علی جاموٹ صاحب کے لیے دعا فرمائیں۔

(ہاؤس میں دعا کی گئی)

جناب چیئرمین: جی اب bills ہیں، legislation ہے۔ جی وسیم سجاد صاحب آپ شہباز بھٹی صاحب کے بارے میں کچھ فرمائیں گے۔

سینیٹر وسیم سجاد: چونکہ یہ ہاؤس کافی عرصے کے بعد دوبارہ convene ہوا ہے اس لئے کچھ Points of Order ہیں مختلف سینیٹروں کی جانب سے۔ اگر وہ لے لیے جائیں اور اس کے بعد پھر یہ ہو جائے۔

جناب چیئرمین: Points of Order کے لیے انہوں نے کہا تھا کہ آدھا گھنٹہ رکھیں گے۔

سینیٹر وسیم سجاد: آدھا گھنٹہ شاید کافی نہ ہو کیونکہ بہت سارے ممبران بولنا چاہتے ہیں۔ اجلاس کافی عرصے کے بعد ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے پہلے لے لیتے ہیں۔ اس سے پہلے اس بارے میں بتائیں جو request ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: شہباز بھٹی صاحب کے murder کو condemn کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: شہباز بھٹی صاحب کے لیے ایک منٹ کے لیے silence کی بات ہوئی ہے، ٹھیک ہے جی، one minute silence.

(ہاؤس میں ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی)

جناب چیئرمین: جی، ایک منٹ ہو گیا۔ پہلے Points of Order لے لیتے ہیں۔ ایک منٹ، جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جیسے ہاؤس کی sense ہو، آپ دیکھ لیں۔ meeting میں یہ طے ہوا تھا کہ پہلے ہم agenda finish کر لیں پھر later on Points of Order لے لیں گے۔

Mr. Chairman: OK, We will not rise till all the Points of Order are finished.

جی پہلے legislation لے لیتے ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: پہلے legislation لے لیتے ہیں اس کے بعد پھر Points of Order لے لیں گے۔

جناب چیئرمین: جی legislation کے لیے Minister for Law and Parliamentary Affairs کدھر ہیں؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب Cabinet meeting چل رہی تھی۔

جناب چیئرمین: ان کو defer کر دیا جائے؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: کچھ decision تو لینا ہے کہ

either something should be deferred then it would be taken in the later part of the proceedings. Let us take some decision on this.

جناب چیئرمین: Item No. 2–23 کو پھر defer کر دیتے ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: یہ ہمارے ممبران کی جانب سے بل ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو ان کی کمیٹی کو بھیج دیا جائے، وہاں پر ان کو consider کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: میں چاہتا ہوں کہ Minister Sahib کی رائے بھی پتا چل جائے تو ان کا wait کر لیتے ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! یہ آپ کی بڑی اچھی بات ہے لیکن رائے دینے والا اگر موجود ہی نہ ہو تو کس سے رائے لیں گے؟ اس کا پھر یہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی موجود نہ ہو تو تسلیم کیا جاتا ہے کہ ان کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اس میں اعتراض والی بات کوئی نہیں ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ Leader of the Opposition اگر کہیں تو، یہ collective responsibility ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد: ہاں وہ ٹھیک ہے۔ جناب والا! Leader of the House کا بہت بڑا مقام ہوتا ہے۔ یہ وزیر اعظم کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ کوئی چھوٹے آدمی نہیں ہیں۔ وزیر تو ان کے سامنے، Warrant of Precedence کے تحت بھی ان کے نیچے آتے ہیں۔ ان کو اپنی طاقت کا پتا نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ شیر کو قیامت والے دن پتا چلے گا کہ اس کی کتنی طاقت ہے۔ Leader of the House تو بہت بڑا آدمی ہوتا ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: میرا خیال ہے وسیم سجاد صاحب شیر والی طاقت استعمال کرتے رہے ہیں اس لیے ان کو زیادہ اندازہ ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد: بالکل کرتے رہے ہیں جی۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: In fact, Law Minister has not conveyed me.

میرا ان سے کوئی coordination نہیں ہو سکا۔ He has got his own point of view on all these issues. جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے------

جناب چیئرمین: wait کر لیتے ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: wait کر لیں تو زیادہ مناسب ہے۔

I have sent a message for him.

جناب چیئرمین: ایک legislative business ہے، No.24 پر۔ وسیم سجاد صاحب یہ آپ کا ہے۔ یہ Standing Committee سے ہو کر آیا ہے،

Item No.24, we can take this up.

سینیٹر وسیم سجاد: جناب اس پر تو discussion ہو گی۔ In fact, جب یہ آیا تھا تو اس ڈرافٹ میں بھی کچھ خامیاں تھیں۔

جناب چیئرمین: اس کی ایک خامی میں بھی آپ کو بتلا دوں۔ میں بھی اس کو پڑھ رہا تھا۔ اس میں view of the Ministry of Law, annexure ‘O’ page 6. پر دیکھ لیجیے

let us read paragraph 23 of page 6.

“Mr. Muhammad Azam Warraich, Legislative Advisor of the Ministry of Law, Justice and Parliamentary Affairs, informed the Committee that after passage of the 18th Constitutional Amendment, the Concurrent List has been abolished and this Bill pertains to that list. So, it has become a provincial subject”.

سینیٹر وسیم سجاد: اچھا point ہے، اس کو بھی دیکھ لیں گے۔۔۔

Mr. Chairman: Let me read. “The Committee observed that this law is required for the benefit of general public and decided to legislate the Bill to the extent of Islamabad Capital Territory which is to be the domain of the Parliament”.

کمیٹی نے جو Bill pass کیا ہے اس کے اندر یہ نہیں لکھا گیا کہ it shall only apply to Islamabad Capital Territory. Next page پر یہ Bill ہے جو قائمہ کمیٹی نے پاس کیا ہے۔ It shall come into force at once. لیکن یہ نہیں لکھا کہ it shall only apply to Islamabad Capital Territory. یہ point بڑا important ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد: یہ بھی دیکھ لیتے ہیں اور یہ بھی 18th Amendment کے بعد کیا صورت حال بنتی ہے، اس کو بھی examine کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے اس کو پھر defer کر دیتے ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: Defer کر دیں۔

Mr. Chairman: It is deferred.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! ہمیں بھی مدد کی ضرورت ہے اس لیے کہ ہم نے بھی بہت سے قوانین recommend کیے ہیں لیکن 18th Amendment کی بنا پر جو دوسرا مسئلہ ہے اس کو اگر ہمارے legal experts بیٹھ کر ذرا guide کر دیں تا کہ اس کی بنا پر ہم اس کو amend کر سکیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا item No.8 about disabled persons بھی defer کر دیتے ہیں۔ Item No.8 and item No.24 are deferred. اسحاق ڈار صاحب آپ کوئی قرارداد لانا چاہ رہے تھے؟

Discussion on Resolution Desecration of Holy Quran

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! House Business Committee میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ آپ parties کو اجازت دیں گے کہ Terry Jones نے جو ایک قبیح حرکت کی ہے، اس ملعون نے قرآن مجید کو شہید کیا اور کوئی بھی مذہب ہو اس میں اس قسم کی اجازت نہیں ہے۔ کوئی بھی مذہب ہو اس میں رواداری اور ایک دوسرے کے ساتھ اچھے سلوک کی تلقین ہے۔ یہاں یہ جو کچھ ہوا ہے، ایک طرف امریکہ میں inter–faith harmony کی بات ہو رہی ہے۔ آپ کو پتا ہوگا recently مسلم ممالک کو اکٹھا کر کے پچھلے بارہ ماہ میں سپین میں inter–faith dialogue کے حوالے سے بہت بڑی کانفرنس ہوئی اور دوسری طرف اتنی گھناؤنی حرکت کی گئی ہے جس سے ہر مسلمان کو شدید صدمہ ہوا تو یہ طے ہوا تھا کہ یہ ایک national issue ہے اور اس پر Treasury benches and Opposition مل کر ایک consensus resolution بنا لیتے ہیں اور meanwhile آپ اجازت دے دیں کہ ممبران پارٹیوں کے حوالے سے اپنے اپنے خیالات کا اظہار اس issue پر کر لیں۔ آپ فرما دیں کہ Leader of the House اس پر ایک draft دے دیں تا کہ مغرب کے بعد آپ کو پیش کر دیں۔

جناب چیئرمین: اس مسئلے پر start discussion کر دیتے ہیں in the meantime آپ draft resolution کر لیں۔ Who would be the first speaker? Yes Raja Sahib. جو حضرات اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں، میں request کروں گا کہ وہ اپنے نام لکھوا دیجیے تاکہ آسانی ہو اور ذرا وقت کا بھی خیال رکھیے گا کیونکہ ہر آدمی اس پر تھوڑا سا بولنا چاہے گا۔ بہت بہت شکریہ۔ جی، راجہ صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! جس طریقے سے جناب اسحاق ڈار صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ ایک غیر مہذب اور قبیح حرکت امریکہ میں ہوئی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آج سے کچھ مہینے پہلے بھی اس ملعون نے اعلان کیا تھا کہ وہ قرآن حکیم کو شہید کرے گا لیکن اس وقت کی حکومت نے intervene کیا تھا اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات کو دیکھ کر اس نے اس کو روک دیا تھا کہ اگر اس نے ایسی حرکت کی تو اس کے خلاف قانونی کارروائی ہوگی لیکن بعد میں خدا معلوم کیا ہوا کہ پوری مغربی دنیا میں ایک ماحول بدلا ہے اور اس کی وجہ سے اس کو جرأت ہوئی کہ اس نے یہ کام بغیر کسی رکاوٹ کے کر دیا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ اس کے اس کام کے بعد، اس جرم کے بعد، جو اخلاقی اور قانونی جرم ہے، امریکی حکومت نے بھی اس کی کوئی مذمت نہیں کی۔ کسی سرکاری یا غیر سرکاری آدمی نے بھی اس کی مذمت نہیں کی جو اس جرم سے بھی بڑھ کر بڑا جرم ہے۔ میں یہ دیکھتا ہوں کہ کچھ عرصے سے ہم محسوس کر رہے ہیں کہ جس طریقے سے فرانس کے صدر نے یہ کہا کہ باہر سے جو لوگ فرانس میں آئیں گے وہ ہمارے کلچر کو adopt کریں گے اور ہم اب multicultural معاشرے کے قائل نہیں رہے۔ یہی بات برطانیہ کے وزیر اعظم نے بلجیئم میں جا کر کہی ہے اور اس نے کہا ہے کہ ہم multi curlturalism کے ذریعے سے دوسرے مذاہب کے لوگوں کو encourage بھی کرتے رہے ہیں اور ان کے لیے سہولتیں بھی دیتے رہے ہیں لیکن اب ہم سمجھتے ہیں کہ یہ تجربہ ناکام ہو چکا ہے۔ اس لیے یہ کوئی isolated کام نہیں ہے، isolated جرم نہیں ہے۔ اس کے لیے پوری مغربی دنیا میں سرکاری طور پر اس کیفیت کو ابھارنے کے لیے ایک غیر ذمہ دارانہ رویہ اختیار کیا گیا ہے حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ اگر کسی اور طرف سے اس قسم کا کوئی متشددانہ فعل ہوتا تو ساری دنیا مل کر اس کی مذمت کرتی لیکن مغربی دنیا میں کسی نے بھی اس کی مذمت نہیں کی۔ یہ بڑا افسوسناک پہلو ہے اور اگر مذہب کی بنیاد پر مختلف مذاہب کے ماننے والے لوگوں کے درمیان کشیدگی پیدا ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ پہلے ہی دنیا دیگر بہت

ساری وجوہات کی بنا پر ایک tension کی کیفیت میں ہے۔ مختلف ممالک کے اندر انقلاب کے حوالے دیے جا رہے ہیں اور ہر جگہ پر کچھ finger prints باہر کے بھی نظر آرہے ہیں۔ Latest لیبیا میں ہے اور ہر جگہ پر اپنا ایک قانون ہے۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تشدد جو مذہب کے ذریعے سے آرہا ہے، کسی کے بھی حق میں نہیں ہے اور میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اس تشدد اور ہر تشدد کے ہم خلاف ہیں بالخصوص مذہب کی بنیاد پر نفرت پیدا کرنا، دوسرے مذاہب سے نفرت کرنا یا اس کو ہوا دینا، یہ انسانیت کے خلاف ایک بہت بڑا جرم ہے جو اس نے کیا ہے۔ اس کی صرف مذمت ہی کافی نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کے بارے میں بھی بات ہونی چاہیے جنہوں نے اس کو encourage کیا ہے، جنہوں نے اس جرم کے ہونے کے بعد اس کی کوئی مذمت بھی نہیں کی، اس کے خلاف کوئی action نہیں لیا۔ اس لیے یہ ایک پورا ماحول ہے جس کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ اسلام نے سب سے پہلے یہ کہا تھا لکم دینکم ولیدین، آپ کے لیے اپنا دین مناسب ہے، ہمارے لیے اپنا دین مناسب ہے۔ ہم نہ آپ کے دین کو برا کہتے ہیں، نہ آپ ہمارے دین کو برا کہیں۔ ہم اس کی اس لحاظ سے respect کرتے ہیں کہ یہ انسانی faith کا معاملہ ہے، انسانی ایمان کا معاملہ ہے، انسانی جذبات کا معاملہ ہے جس کی قدر کرنی ضروری ہے۔ اسلام تو وہ مذہب ہے جو یہ کہتا ہے کہ اگر کسی کا والد غیر مذہب سے تعلق رکھتا ہے، وہ اپنی عبادت گاہ میں جانا چاہتا ہے تو بیٹا جو مسلمان ہے اس کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے باپ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے جائے اور وہاں اس کو چھوڑے اور اس کے انتظار میں باہر کھڑا رہے کہ والد باہر آئیں گے اور ان کو واپس گھر لائے اور راستے میں کوئی سوال بھی نہ پوچھے۔ ان کو یہ نہ کہے کہ آپ دوسرے مذہب کی عبادت کیوں کرتے ہیں۔ یہ دوسرے مذاہب کے بارے میں وہ احترام ہے جس پر عملی طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی میں عملدرآمد ہوا جو ہمارے لیے مشعل راہ ہے لیکن افسوس ہے کہ جو لوگ مسلمانوں کو ٹارگٹ کرتے ہیں اور پھر ان کو stereo type کہتے ہیں وہ خود اس بیماری میں سب سے زیادہ مبتلا ہیں۔ میرے لیے یہ بہت زیادہ افسوس ناک ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ بہت بہت۔ پلیز لسٹ دیجیئے۔ مولانا گل نصیب صاحب۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس اہم موضوع پر مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ آسمانی مذاہب جتنے بھی ہیں ان تمام مذاہب کو قرآن مجید نے تسلیم کیا ہے اور اس کی حفاظت، اس کے احترام کا باقاعدہ حکم دیا

ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہ السلام کے اوپر جو کتابیں نازل فرمائی گئی ہیں ان سب کے ماننے والے اس وقت دنیا میں موجود ہیں۔ انجیل ہو، زبور ہو، تورات ہو اور قرآن مجید ہو، اس کے علاوہ جو سو سے زائد صحائف ہیں ان سب کے احترام کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی مذہب ہے، اس کے علاوہ اگر کوئی کسی قوم اور قبیلے کا بڑا ہو تو ان کے بارے میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کو برا مت کہو۔ لہٰذا ہم مسلمان یا غیر مسلم جو انجیل کی، زبور کی، تورات کی اور قرآن مجید کی یا اور صحائف کی بے عزتی کرتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اس نظر سے دیکھا جائے کہ یہ کوئی آدمی نہیں ہے، یہ کسی مذہب کے ماننے والے نہیں ہیں، ان کا اخلاقی کردار کا کوئی مطالعہ نہیں ہے۔ اس وقت مسلمانوں کو جو درس دیا جارہا ہے کہ دہشت گردی کی طرف، عدم برداشت کی طرف مسلمان چل نکلے ہیں۔ مسلمان انتہا پسندی کی طرف چل نکلے۔ میں نہیں سمجھتا کہ آج تک امت مسلمہ میں کسی مسلمان نے یہ جرّات کی ہو کہ انہوں نے کسی بھی مذہبی جماعت کی کتاب کو جلایا ہو۔ کسی مذہبی پیش رو کے خلاف کوئی غلط زبان استعمال کی ہو۔ مغرب، امریکہ اور برطانیہ جو اس وقت دنیا کو برداشت کا سبق دیتے ہیں، جو اس دنیا کو امن کی طرف بلاتے ہیں، جو اس وقت دنیا کو مذہبی آزادی کی ترغیب دیتے ہیں، ان ممالک میں اس قسم کا واقعہ سمجھ سے بالاتر ہے۔ جناب والا! ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان لوگوں کے قول و فعل میں بڑا تضاد ہے۔ یہ جہاں پر دہشت گردی ختم کرنے کا نام لیتے ہیں وہیں پر یہ دہشت گردی پھیلاتے ہیں۔ جہاں پر یہ مذہبی آزادی کے حوالے سے بات کرتے ہیں وہیں پر یہ مذہبی رواداری کی بجائے مذہبی نفرت پھیلاتے ہیں۔ جہاں پر یہ امن و امان کی بات کرتے ہیں اور امن و امان کے لیے دنیا کو پیسہ دیتے ہیں وہاں پر بدامنی پھیلاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ ملک ایک اسلامی اور نظریاتی ملک ہے۔ اس کی بنیاد لاالہ الااللہ کی بنیاد پر ہے، قرآن مجید اس ملک کے نظام کو چلانے کی ایک مقدس دستاویز ہے۔ اگر دنیا اس کو جلاتی ہے، اس کے خلاف اشتعال پیدا کرتی ہے تو ہم بصد احترام اپنی طرف سے ایک پیغام دے دیں کہ ہم تمام قوموں کے بڑوں کی، تمام قوموں کی مقدس کتابوں کی اور تمام قوموں کے محترم روایات کا احترام کرتے ہیں لیکن اگر آپ لوگوں کو اشتعال دلاتے ہیں، اگر پوری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات کے ساتھ آپ کھیلتے ہیں تو دنیا میں بدامنی بھی آئے گی اور دنیا میں مذہبی دہشت گردی کی طرف آپ لوگوں کو دعوت دیں گے، ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو پورے امریکہ کو دہشت گردی کی آگ میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔ ہم درخواست کرتے ہیں کہ یہ ہاؤس جس میں حزب اقتدار یا اختلاف نہیں ہے، یہ قرآن کا مسئلہ ہے،

یہاں سے ایک متفقہ قرارداد لائی جائے، اس کی مذمت کی جائے اور آئندہ کے لیے اگر امریکیوں کو تحفظ دینا ہے، پوری مسلم دنیا میں جتنے بھی غیر مسلم ہیں ان کو اگر تحفظ دینا چاہتے ہیں تو قرآن کے ساتھ اس قسم کا رویہ اختیار نہ کریں۔ ان حرکتوں سے مسلمان عدم تحفظ کا شکار ہوں گے، پھر امریکیوں کے لیے دنیا میں کہیں پر کوئی جگہ نہیں ہوگی۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ، جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس موضوع پر بات کرنے کی اجازت دی۔ جس خبیث اور ملعون شخص نے اس قسم کی جرّات کی ہے میں اس شخص کا نام لینا بھی پسند نہیں کرتا۔ میں بحیثیت مسلمان یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی یہ حرکت اس قدر مذمت کے قابل ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب کے علما اور تمام لوگ اس کی مذمت کریں تو بھی کم ہے۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ پاکستان میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہمارے عیسائی بھائیوں نے بھی نہایت شدت کے ساتھ اس واقعے کی مذمت کی ہے اور مسلمان بھائیوں کے شانہ بشانہ اس خبیث شخص کو برا کہا ہے۔

جناب چیئرمین! مجھ سے پہلے بھی کہا گیا کہ اسلام تو رواداری کا مذہب ہے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب عیسائیوں کا وفد مدینہ آیا تو مسجد نبوی میں انہیں اجازت ملی کہ وہ اپنی عبادت کریں۔ اسلام تو وسیع اور کشادہ دل رکھتا ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ بعض مذہبی بنیاد پرستوں کی وجہ سے ہم اپنی مسجدوں میں بھی محفوظ نہیں ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایک شخص ہمارے مذہب اور ہماری الہامی کتاب کی توہین کرے۔ اس شخص نے تو بڑی کوشش کی کہ ہزاروں لوگوں کو اکٹھا کرے لیکن اخباری اطلاعات کے مطابق بمشکل تیس افراد اکٹھے ہوئے، جس میں زیادہ تر میڈیا کے لوگ تھے جو اس خبر کو نشر کر کے اشتعال پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اس کی یہ کوشش ناکام ہوئی۔ ہم بجا طور پر اس ایوان کے ذریعے آپ کی وساطت سے حکومت امریکہ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں، بلکہ ہم تو کہیں گے کہ جو متفقہ قرارداد آج پاس ہو وہ امریکن سفیر کو بھیجی جائے کہ امریکہ میں کوئی قانون تو ہوگا جس میں مذہبی دل آذاری کے حوالے سے کوئی سزا دی جا سکتی ہو، اس شخص کو سزا دی جانی چاہیے۔ ایک طرف تو امریکن ڈالر پر لکھا ہوتا ہے کہ We trust in God لیکن خدا کی جانب سے بھیجی ہوئی کتابوں کو امریکہ کیسے برداشت کر سکتا ہے۔ آج اسلام امریکہ کا تیسرا بڑا مذہب ہے۔ اگر وہاں پر مسلمانوں

اور مسلمانوں کی مذہبی الہامی کتابوں کی کھلم کھلا توہین کی جائے اور ٹی وی پر relay کیا جائے تو یقیناً اس کا reaction بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد امریکہ یہ گلا نہیں کر سکتا کہ مسلمان اس سے کیوں خفا ہیں، مسلمان اس کے متعلق اپنے دل میں نفرت کا جذبہ رکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم نے ہمیشہ انسانی قدروں کی حمایت کی ہے۔ ہم ہمیشہ سیاست میں سیکولر سوچ رکھتے ہیں لیکن مذہب ہر شخص کا اپنا عقیدہ ہے کہ انسان کس طریقے سے عبادت کرتے ہوئے اپنے خدا تک پہنچنا چاہتا ہے۔ یہ ہر شخص کا حق ہے اور اسلام بھی یہ حق دیتا ہے لیکن یہ حق کسی کو نہیں ہے کہ دوسروں کے مذاہب میں مداخلت کی جائے۔ دوسروں کی عبادت گاہوں کو تباہ کیا جائے۔ ان کی مذہبی کتابیں چاہے وہ الہامی ہوں یا ایسی کتابیں ہوں جن کے متعلق ہمیں علم نہیں ہے کہ وہ الہامی ہیں یا نہیں ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر علیہ السلام تشریف لائے ہیں تو وہ پیغمبر یقیناً دنیا کی ان قوموں میں بھی آئے ہیں جن کا ذکر قرآن میں نہیں ہے، ہم تمام کتابوں کا احترام کرتے ہیں ۔ تمام مذاہب کو ہم مانتے تو نہیں ہیں لیکن احترام ضرور کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس شخص کی حرکت ایسی ہے وہ اس دنیا میں بھی ہر سزا کا مستحق ہے جو امریکن گورنمنٹ اسے دے اور اس جہان میں اسے جو سزا ملے گی وہ تو اللہ تعالیٰ کو ہی پتا ہے۔ اس ملعون شخص کے رویے کی مذمت کرتے ہیں اور اس حرکت کی مذمت کرتے ہیں جو اس نے کی ہے اور تمام میڈیا کی مذمت کرتے ہیں جنہوں نے اس شخص کو encourage کیا تو یہ حرکت ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں اپنے ان ساتھیوں کے خیالات اور جذبات کی مکمل تائید کرتے ہوئے جن کا اظہار اس مسئلے پر ہوا ہے ۔ چند باتیں آپ کی خدمت میں اور آپ کے توسط سے حکومت اور مسلمان ممالک کے حکمرانوں سے کرنا چاہتا ہوں ۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ نہایت قبیح حرکت ہے ۔ مسئلہ محض جذبات کا نہیں ہے بلاشبہ ہمارے جذبات مجروح ہوئے ہیں اور دوسروں کے جذبات کا احترام ، مذہب ، تہذیب اور انسانیت سب کا تقاضا ہے لیکن آج سب سے زیادہ ارزاں چیز مسلمانوں کی عزت ، اسلام ، اسلام کی مقدس ہستیاں اور اللہ کا آخری پیغام قرآن مجید ہے ۔ بلاشبہ ہمارے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ ہمیں پوری قوت سے اس پر

مذمت کا اظہار کرنا چاہیے اور ایک زبان ہو کر اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ یہ ناپاک کھیل ختم ہونا چاہیے۔

جناب والا، ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک سوچے سمجھے ایجنڈے اور پروگرام کا حصہ ہے اور اس کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ خاص طور پر 1979 کے بعد ایک calculated effort امریکہ اور یورپ میں ہورہی ہے جس میں اسلام اور مسلمانوں کو target کیا جا رہا ہے۔ یورپی یونین کے سیکریٹری جنرل نے 1979 میں اس بات کا اعلان کیا تھا کہ گو Red Danger Horizon سے ہٹ گیا ہے لیکن اب Green Danger رونما ہوا ہے۔ میں آپ کو یاد دلاؤں گا کہ گوانتاناموبے جیل میں بھی ایک بار نہیں تین بار امریکی فوجیوں نے قرآن پاک کی بے حرمتی کی حتیٰ کہ قرآن کے مقدس اوراق کو toilet میں ڈالا گیا۔ اسی طرح اگر آپ Literature کو دیکھیں، مضامین کو دیکھیں، Media کو دیکھیں تو خاص طور پر وہ اس چیز کو target کر رہا ہے اور یہ اس crusade کا حصہ ہے جسے مغرب نے خصوصاً امریکہ نے اپنا وطیرہ بنایا ہوا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اسی مسئلے کو اس context میں دیکھنے کی ضرورت ہے اور ہمارا ردعمل مہذب قانون کے مطابق ہونا چاہیے۔ یہ ضروری ہے کہ مسلمان ممالک یہ آواز اٹھائیں۔ UNO میں already ایک resolution زیر غور ہے کہ تمام مذاہب کے احترام کا ایک rule بنایا جائے۔ اس کے لیے اب اشد ضرورت ہے ہمیں موثر protest کرنا چاہیے۔ امریکہ اور اس کی قیادت کو یہ پیغام دینا چاہیے کہ مسلمان ایسے بے غیرت نہیں ہیں اور اگر یہ کھیل ختم نہ ہوا تو اس سے دنیا میں دہشت گردی بڑھے گی، Instability میں اضافہ ہوگا۔ دنیا کے امن کو خطرہ ہے اس لیے اس معاملے کو serious لیا جائے اور مسلمان حکومتیں اپنا کردار ادا کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ فوزیہ صاحبہ۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان: بہت بہت شکریہ۔ مجھے کچھ زیادہ نہیں کہنا ہے۔ میری بات تو پروفیسر صاحب نے کہہ دی ہے کہ اس قسم کی حرکتوں سے یہ لوگ terrorism کو بڑھاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی محمد اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! یہ یقیناً ایک اہم مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلامی ممالک اور خود پاکستان اس کا مرکز ہے تمام اسلامی ممالک کا ایک اجلاس بلایا جائے

اور اقوام متحدہ میں یہ demand کی جائے کہ جس بندے نے یہ حرکت کی ہے وہ امریکہ میں موجود ہے۔ امریکہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں انصاف اور برداشت کا علمبردار ہوں، اور اگر اس کے ملک کے اندر اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں اور امریکہ خاموش تماشائی بنا ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ یہ اندازہ لگانا چاہتا ہے کہ میں مسلمانوں کی غیرت کا اندازہ لگاؤں یا مسلمانوں کے جذبات کا، لیکن ہم اسلامی ممالک کے سربراہان سے بھی مطالبہ کرتے ہیں اور ہم برطانیہ اور مغرب کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ابھی بھی دنیا میں مسلمان زندہ ہیں اور باغیرت ہیں ، بے غیرت نہیں ہیں ۔ آپ مسلمانوں کے جذبات کو نہ آزماؤ۔ آپ اس طرح کی حرکتیں کریں گے تو امریکہ میں بھی آپ کا صدر اور آپ کی ذمہ دار حکومت بھی حفاظت میں نہیں رہے گی۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ فوری طور یہ resolution پاس ہو اور کل وزارت خارجہ میں اس کے سفیر کو طلب کیا جائے اور احتجاج record کیا جائے بلکہ اگر اس نے اس پر action نہ لیا تو پاکستانی قوم اور پاکستان کے دونوں ہاؤسز مطالبہ کریں کہ امریکی سفیر کو یہاں سے واپس جانا چاہیے کیونکہ یہ قرآن شریف کا مسئلہ ہے، تمام لوگوں کا مسئلہ ہے، ایک فرقے کا یا ایک جماعت کا مسئلہ نہیں ہے ۔ لہٰذا میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں اور اپنی پارٹی جمعیت العلمائے اسلام کی طرف سے بھی یہ کہتا ہوں کہ اس کے لیے لوگ roads پر نکلیں گے اور law & order کا مسئلہ بھی پیدا ہوگا۔ لہٰذا اس پر فوری طور پر action لینا چاہیے اور اس resolution کو پاس کرکے مغرب کو یہ message دینا چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی، کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین ! پورا ایوان ، پورا پاکستان ، پورا عالم اسلام اور پوری دنیا میں رہنے والے مسلمان اس واقعے کی پرزور مذمت کرتے ہیں ۔ اس واقعے کا مقصد ہماری سمجھ میں یہی آتا ہے کہ گاہے بگاہے مسلمانوں کے جذبات کو ابھارنے کا ایک طریقہ ہے کبھی Face Book پر ، کبھی نعوذباللہ کارٹون بنا کر ، کبھی قرآن حکیم کی بے حرمتی کرکے اور قرآن پاک جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر اتارا گیا، اس کی اس طریقے سے بے حرمتی کرکے تمام عالم اسلام کے جذبات کو ابھارنا میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک ایسا ناقابل معافی جرم ہے جس کی جتنی بھی سزا دی جائے وہ کم ہے۔

جناب چیئرمین صاحب ! آپ یہ دیکھیں کہ کیا ان کے پوپ کی طرف سے کوئی ایسی مذمت آئی ، کیا امریکی حکومت جو بہت انسان اور انسانیت کی فلاح کی بات کرتی ہے، انہوں نے کوئی سزا تجویز

کی تو ایسے ملعون کے لیے کیا سزا ہونی چاہیے ۔ جناب چیئرمین ! مجھے پتا ہے کہ بہت سے لوگوں نے یہاں اپنی بات کرنی ہے، میں صرف دو اور باتیں کھوں گی کہ اس ایوان میں تمام لوگوں کے جذبات یکساں ہیں، کوئی دو رائے نہیں ہیں یہاں سے ایک unanimous قرار داد پاس ہونی چاہیے اور فارن آفس میں جا کر باقاعدہ اس کی رجسٹریشن ہونی چاہیے۔ ان کو بلا کر بتا دینا چاہیے کہ مسلمان آپ کے اس واقعہ سے شدید ترین ذہنی دباؤ میں مبتلا ہیں۔ کیا آپ چاہیں گے کہ مسلمان دوبارہ دہشت گرد بنیں اور پھر آپ کے ڈرون حملے اور اس قسم کی حرکتوں میں ہمیں جواباً کیا کرنا چاہیے ۔ یقیناً ان کے پاس اس سوال کا جواب نہیں ہے ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین: شکریہ ۔ لشکری صاحب ۔

سینیٹر نوابزادہ حاجی میر لشکری رئیسانی: جناب چیئرمین ! میڈیا اور تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ کچھ عرصے سے مغربی دنیا اسلامی دنیا کے عظیم لیڈر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کبھی کارٹون بناتے ہیں ، کسی ذریعے سے ان کی بے احترامی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور آج یہ دن آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ الہامی کتاب جو ساتویں آسمان سے اتری ہے اور جو قرآن باہمی احترام تمام انبیاء اکرام کے احترام ، تمام الہامی کتابوں کا احترام اور اخلاق سکھاتا ہے، اس قرآن کی بے حرمتی کرنے کی کوشش کی گئی ۔ جناب چیئرمین ! یہاں مغرب دنیا نے ایک theory پیش کی ہے اور انہوں نے کہا کہ یہ Clash of civilizations ہے مگر میرا ذہن اور میری فکر ان حالات کو دیکھنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ یہ Clash of faiths ہے۔ وہ کوشش یہ کرتے ہیں کہ اپنے اقدار کو ، اپنی طاقت کو اسلامی دنیا پر مسلط کریں۔ وہ مسلمانوں کے جذبات کو بار بار بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو تھکایا جائے۔ آپ دیکھیں کہ چونکہ بحرین میں امریکی مفادات ہیں، وہاں ان کی فارن پالیسی ایک اصول طے کرتی ہے۔ یمن میں چونکہ انہوں نے ایک ڈکٹیٹر کو پچھلے اکیس سال سے بٹھائے رکھا ہے، وہاں کی فارن پالیسی دوسرا اصول طے کرتی ہے۔ اسی طریقے سے آج وہ لیبیا میں ایک کھلی جنگ کر رہے ہیں۔ یہ سب ان کی نیتوں اور کردار کی نشانیاں ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طریقے سے اسلامی دنیا کو نقصان پہنچائیں۔ یہاں مقررین حضرات نے بھی کہا ہے کہ ہم یہ قرارداد امریکی سفارت خانے میں پہنچائیں۔ میں آپ کے توسط سے اپنے فارن منسٹر، حکومت پاکستان سے عرض کرتا ہوں کہ وہ او آئی سی کی ہنگامی میٹنگ طلب کروائیں اور ان حالات کے حوالے سے ایک مکمل

strategy تیار کر کے اقوام متحدہ میں اس strategy کے ساتھ جائیں تاکہ مغرب کی طرف سے اسلامی دنیا کو جو چیلنج دیا جا رہا ہے، اس چیلنج کا مقابلہ ایک منظم طریقے سے کیا جائے۔ اگر ہم صرف کاغذ کا ایک پرزہ فارن آفس کو بھیجیں گے اور وہاں سفیر کو طلب کیا جائے گا اور یہ کاغذ ان کو دیا جائے گا تو وہ سمجھیں گے کہ ہم صرف زبانی جمع خرچ تک محدود ہیں۔ یہاں جتنے بھی پارلیمنٹیرین بیٹھے ہیں اور سب مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور انہوں نے اپنے جذبات کا بھی اظہار کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس وقت تک تمام امریکی تقریبات کا بائیکاٹ کرنا چاہیے، جب تک امریکی حکومت اور صدر اوبامہ خود اس بات پر معذرت نہ کریں۔ ہمیں اپنے کردار کو اپنے عمل کے ساتھ دکھانا ہو گا کہ ہمیں اس پر دکھ اور افسوس ہوا ہے۔ اگر صرف زبانی جمع خرچ کریں گے تو وہ اس سے زیادہ ہمارے مذہب کی توہین کریں گے۔ ہمیں ان کو بتانا ہو گا کہ ہم اس وقت تک ان کی تقاریب کا بائیکاٹ کریں گے، جب تک اوبامہ، اسلامی دنیا سے معافی نہیں مانگے گا۔ ہم اس وقت تک ان کی تقاریب کا بائیکاٹ کریں گے جب تک وہ اس پادری کو سزا نہیں دیتے، جس نے دنیا کے سب سے بڑے مذہب اور ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی توہین کی ہے۔

جناب چیئرمین! میری آخری بات یہ ہے کہ آپ کانگریس کے چیئرمین کو باقاعدہ ایڈریس کر کے کہیں کہ ہمارے سینیٹ میں یہ قرارداد پاس ہوئی ہے اور وہ کانگریس میں اس عمل کی مذمت کریں تاکہ عالم اسلام کو تسلی ہو کہ امریکی صرف زبانی طور پر بات نہیں کرتے اور ان کو یہ احساس ہو کہ اسلام کی توہین کرنے کے بعد clash of faith شروع ہو چکا ہے اور اس سے دنیا کا بہت نقصان ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ شیر الہ ملک صاحبہ۔

سینیٹر شیر الہ ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں کہ اتنے اہم موقع پر آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ جس ملعون کی ہم سب بات کر رہے ہیں، اس کی میں شدید مذمت کرتی ہوں کیونکہ یہ کسی ایک فرقے کی بات نہیں ہے بلکہ یہ پورے عالم اسلام کی بات ہے۔ ہماری آسمانی کتاب جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب پر نازل کی ہے، اس کی اتنی زیادہ بے حرمتی ہم برداشت نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہم سوچ سکتے ہیں کہ دنیا کا کوئی انسان ایسی حرکت کر سکتا ہے۔ ہمارے دین نے ہمیں یہ درس دیا ہے کہ کسی کے دین کو برا نہ کہو،

کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ پلٹ کر تمہارے دین کو برا کہہ دے۔ اس حوالے سے قرآن کریم میں سورہ کافرون نازل ہوئی ہے، جس کا ترجمہ بھی یہی ہے کہ تمہارا دین تمہارے لیے، میرا دین میرے لیے۔ اس حوالے سے ایک حدیث بھی ہے۔ ماں، جس کا اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا درجہ رکھا ہے، اس کے حوالے سے یہ کہا گیا ہے کہ اگر تمہاری ماں کافر بھی ہو، تب بھی اس کو اتنی ہی عزت دینی ہے، اتنا ہی ادب کرنا ہے، جتنا کہ ایک مسلمان ماں کا ہے۔ جب اولاد کو یہ حکم ہے تو کوئی شخص اٹھ کر کیسے اتنی بڑی جرّات کر سکتا ہے۔ عالم اسلام کے ہوتے ہوئے اس کو کیسے اتنی ہمت ہوئی، اس نے کیسے اتنی جسارت کی کہ اتنا بڑا شرمناک فعل انجام دیا۔ میں اس کی بہت زیادہ مذمت کرتی ہوں۔ میں تمام مسلمانوں، اپنی پارٹی اور اپنے تمام ایوان کی طرف سے کہتی ہوں کہ اس کو عبرتناک سزا دی جائے اور ہمیں نظر آئے کہ ہاں، اس کے بارے میں کچھ کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ وسیم سجاد صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! امریکہ کے ایک شہری نے یہ مذموم حرکت کی، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ پادری ہے لیکن میں حیران اس بات پر ہوں کہ کوئی پادری ایسی حرکت کیسے کر سکتا ہے۔ یہ ایک غلیظ حرکت کی گئی ہے۔ مسلمانوں کے بارے میں مغرب میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ یہ تنگ نظر ہیں، ان کی سوچ بہت چھوٹی ہے۔ اس حرکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مغرب میں ایسی حرکتیں ہو رہی ہیں، جن سے پتا چلتا ہے کہ تنگ نظری اس طرف ہے اور وہ اسلام اور اسلامی تعلیمات کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کر رہے۔ میں نے اس ضمن میں ایک قرارداد بنائی ہے اور قائد ایوان اور سب کو دکھائی ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: پہلے ذرا speeches ختم ہو جائیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: پہلے پڑھ دیتا ہوں تا کہ اس پر بات ہو جائے۔

جناب چیئرمین: کافی speeches ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: پہلے speeches ہو جائیں پھر قرارداد پیش کی جائے۔

سینیٹر وسیم سجاد: اس کی میں پرزور مذمت کرتا ہوں اور حکومت سے میں گزارش کروں گا کہ وہ United Nations level پر اس مسئلے کو اٹھائے۔ United Nations کو پرزور الفاظ میں

ہماری طرف سے convey کیا جائے کہ پاکستان میں اس کی وجہ سے انتہائی غم و غصہ ہے اور اس کے ازالے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اس کی سخت ترین سزا دی جائے اور اپنے آپ کو یہ ثابت کرنے کے لیے کہ امریکہ میں ایک civilized system ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ اس کو سخت ترین سزا دے تا کہ دنیا کو بھی پتا چلے کہ وہاں پر بھی کوئی civilized system کام کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مولانا غفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبد الغفور حیدری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! امریکی ریاست فلوریڈا کے ایک پادری نے چند دن پہلے اعلان کیا اور پھر اپنے اس اعلان کو دہراتا رہا، پھر آخر کار اس نے وہ حرکت کی جس کا وہ اعلان کرتا رہا۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ اتنے دن جب وہ اعلانات کرتے رہے تو اس ریاست کی حکومت، وہاں کی انتظامیہ، کوئی بھی آگے نہیں آیا کہ اس دہشت گرد کو اپنے اس گندے فعل سے روکا جائے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ امریکہ سمیت اس ریاست کی انتظامیہ بھی اس فعل، اس جرم میں شریک ہے۔ اگر امریکہ اور اس کی قیادت اسے ایک فرد کا فعل قرار دیتی ہے تو پھر امت مسلمہ کے اطمینان کے لیے اس شخص کو ایسی سزا دینی چاہیے تا کہ کوئی فرد اس قسم کے جرم کا ارتکاب نہ کر سکے اور ایوان میں بالکل ٹھیک کہا گیا اور بالخصوص نوابزادہ لشکری رئیسانی صاحب نے جو فرمایا کہ ایک عرصے سے مغرب مسلمانوں کے ساتھ، ان کے عقائد و نظریات کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ کبھی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کے خاکے بنا کر مسلمانوں کے جذبات کو ابھارتے ہیں، کبھی مسلمان بچیوں کے سروں سے سکارف اتار کر ان کی بے عزتی کی جاتی ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ مساجد میں مینارے نہیں ہونے چاہئیں۔ یہ اہل مغرب، اہل امریکہ کن انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں۔ یہ انسانی حقوق کو پامال کر رہے ہیں۔ انسانی جذبات، ان کے عقائد و نظریات سے کھیل رہے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ مسلمان تو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل، جو ہمارے نبی سے پہلے گزرے، سب کو مانتے ہیں۔ صحائف ہیں، کتب ہیں، سب کو مانتے ہیں۔ یہاں تک کہ قرآن کریم کہتا ہے۔ متقین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے چوتھے نمبر پر کہتا ہے۔ (تلاوت) کہ یہ متقین کی چوتھی صفت ہے۔ قرآن کریم تم پر نازل کیا گیا ہے یا تم سے پہلے جو کتب نازل کی گئی ہیں اور جو صحائف آئے ہیں، ان سب پر ایمان لانا ہے۔ متقین اور مومنین کے لیے یہ شرط قرار دی گئی ہے کہ ہمارے نبی سے پہلے جو انبیاء آئے

ہیں جو کتب اور صحائف نازل ہوئے ہیں، ان سب پر ایمان لانا مومن کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے اور یہ ان کے اوصاف میں ہے۔

جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ ہم تقریریں کرتے ہیں اور قراردادیں pass کرتے ہیں لیکن اس کے لیے کوئی حکمت عملی بھی ہونی چاہئیے۔ یہاں پر یہ بات بھی ہوئی ہے کہ American مصنوعات کا boycott کیا جائے، یہ بھی اچھی بات ہے، Americans کے ساتھ جو اجلاس وغیرہ ہوتے ہیں، ان کا boycott کیا جائے اور اس سے زیادہ بڑھ کر جو مسلم دنیا تیل کی شکل میں ان کو ایندھن فراہم کر رہی ہے، اوراس طرح ان کی معیشت کومضبوط کر رہی ہے، اس پر مسلم دنیا سوچے۔ آخر اس طرح کی زیادتیاں کب تک ہوں گی؟ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کو بلاوجہ دہشت گرد کی اصطلاح سے نوازا جاتا ہے، دہشت گردی اس طرح کے جرائم کے نتیجے میں فروغ پاتی ہے۔ اگر وہاں پر ایک بھی مسلمان موجود ہوتا، ظاہر ہے یا وہ اپنی جان دے دیتا یا اس پادری کو جہنم رسید کرتا۔ جب اس طرح کے جرائم ہوتے ہیں تو اس طرح کے غلط کام بھی ہوتے ہیں اوراس کے نتیجے میں قتل و غارت گری کے کام ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ہم مغرب اور America سے کہنا چاہیں گے کہ تم جس طرح دعوے کرتے ہو، اس طرح کردار کے غازی بھی بنو، مسلمانوں کو بلاوجہ مشتعل نہ کرو، ان کے عقائد و نظریات کو نہ چھیڑو۔ یہ کیا کر سکیں گے، قرآن کریم کی ذمہ داری خود اللہ رب العزت نے اٹھائی ہے (تلاوت) قرآن کو نازل کرنے والے بھی ہم ہیں اور اس کے محافظ بھی ہم ہیں لیکن مسلمان کی اپنی بھی ذمہ داری ہوتی ہے، انسانوں کی اپنی اخلاقیات بھی ہوتی ہیں اور روایات بھی ہوتی ہیں۔ کوئی اگر انجیل کی توہین کرے گا، میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا، کوئی تورات اور زبور کی توہین کرے گا تو اس کو کوئی مسلمان برداشت نہیں کرے گا۔ کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرے گا، اس کو کوئی بھی مسلمان برداشت نہیں کرسکے گا، وہ جس طرح اپنے نبی کے لیے جان دینا سعادت سمجھتا ہے، اسی طرح وہ ہمیشہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے کمر بستہ رہتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ امریکی مصنوعات کا boycott کیا جائے اور جن ممالک میں یہ جرائم ہوتے ہیں، ان کا بھی boycott کیا جائے، ان کے functions کا boycott کیا جائے اور ان کے سفراء کو بلا کر احتجاج note کرایا جائے۔ OIC کو متحرک کیا جائے اور اقوام متحدہ کو پاکستان کی طرف سے کم از کم ایک احتجاجی مراسلہ جانا چاہئیے۔ بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بولنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے اس نام نہاد پادری کی مذمت کرتا ہوں جس نے قرآن حکیم کی توہین کی ہے۔ جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ یہاں پر اس حوالے سے مسائل ہیں، ہمارے مجموعی طور پر مذہبی مسائل میں جو اقدامات ہوتے ہیں۔ اس شخص نے جو ناروا اقدام کیا، ہم اس کو انسانیت کی چوکھٹ پر کہاں fit کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! آج اکیسویں صدی ہے اور اس اکیسویں صدی میں انسان نے مختلف مذاہب، رنگ، نسل اور مختلف زبان کے ہوتے ہوئے ایسے ادارے بنائے ہیں جن میں بیٹھ کر ایسے اقدامات کی judgement کی جا سکتی ہے اور اس کو condemn کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے دوست جس طرح یہاں پر فرما رہے ہیں کہ یہ civilization کی جنگ ہے یا دوسری جنگ ہے تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ جو شخص ایسا ناروا اقدام کرے گا، یہ اس کا ذاتی فعل ہے، اس کی سزا بھی اس کو دی جا سکتی ہے، اگر کوئی عمل جزا کا ہو تو اس کو جزا بھی مل سکتی ہے۔ جناب چیئرمین! ہم یہاں پر بات کرتے ہیں کہ ہمیں لوگ ستا رہے ہیں، یہ واقعی ہے، آپ دنیا کا مسئلہ دیکھیں، مسئلہ وسائل کا ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ Middle East میں بحران ہے اور political فیصلے ہوتے ہیں اور ہمارے ملکوں پر حملے ہوتے ہیں اور ان کے وسائل پر حملے ہوتے ہیں، بنیادی چیز یہ ہے۔

ہم یہاں پر یہ کہتے ہیں کہ ہم فلاں کام نہیں کرتے، فلاں کام نہیں کرتے، کیسے نہیں کرتے، راولپنڈی میں explosions نہیں ہوئے؟ کراچی میں کوئی 30, 40 عالم اہلسنت کے نہیں مارے گئے؟ آج کل بالخصوص پشتونخواہ کی سرزمین پر مساجد میں ایسا نہیں ہو رہا؟ یہاں پر ہمارے ایک محترم نے کہا کہ ہم قرآن شریف کی بے حرمتی برداشت نہیں کریں گے لیکن کیا مختلف لوگ قرآن شریف کو نہیں جلا رہے۔ ہمارے ایک ساتھی کو جو House کا Christian Member تھا، مار دیا گیا ہے، اس House میں اس کی تعزیت کی بات کی گئی اور یہاں پر ایک honourable member نے اس کو reject کیا تو ہمارا سارا House خاموش ہو گیا، تمام House نے خاموشی اختیار کی۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کوئی شخص اگر Christian ہے اور Christians کی انجیل ہماری کتاب ہے--- لیکن دنیا میں کسی مذہب کا کوئی شخص مر جاتا ہے تو ہم کس طرز پر اس کے ساتھ deal کریں گے۔ فرض کریں، ہم کہتے

ہیں کہ اس آدمی کے لیے فاتحہ مت پڑھو۔ چلو، نہیں پڑھتے، وہ کہتے ہیں کہ خاموش ہو جاؤ، وہ کہتے ہیں کہ وہ غیر شرعی ہے تو پھر ہم کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ غم کا اظہار کریں۔ ہم جب ایک جگہ رہتے ہیں، ہمارے مختلف عقائد ہیں، ہماری مختلف روایات ہیں، ہم کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ رہ سکتے ہیں جب ہماری یہ position ہو۔

جناب والا! میری یہ عرض ہے کہ مجموعی طور پر یہ کوئی civilization کی جنگ نہیں ہے۔ جو ہے اس کے بارے میں بات کریں اور وہ یہ ہے کہ ایک پادری ہے اور اس کا نام یہ ہے، اس نے ایک ہتک آمیز کام کیا ہے، اس پر America سے بات ہو سکتی ہے اور ہونی چاہیے۔ اقوام متحدہ سے بات ہونی چاہئیے کہ ہم جب پیغمبروں کی دل آزاری کرتے ہیں، سیاسی معتبروں کی دل آزاری کرتے ہیں اور دوسری بڑی شخصیات کی دل آزاری کرتے ہیں۔۔۔ اگر ان کی کوئی دل آزاری ہوتی ہے۔ قرآن حکیم کسی بھی مذہب کے آدمی کو دکھا دیں، وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ واقعی خدائی کتاب ہے کیونکہ اس کا مضمون ایسا ہے، اگر اس کے بارے میں کوئی توہین آمیز رویہ ہے تو اس کو condemn کرنا چاہئیے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کے حوالے سے مشتعل ہو گئے اور ہماری لڑائی شروع ہے۔ اب امریکن دوسرے ملکوں پر بھی حملے کر رہے ہیں۔ فرانس کے صدر نے کہا کہ میں نے حملہ کرنا ہے، اصل بات تو یہ ہے کہ فرانس کے صدر نے کیوں حملہ کیا، وہاں پیٹرول کے وسائل ہیں، اس پر انہوں نے قبضہ کرنا ہے۔ اس بارے میں آئیں بات کریں۔

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس کو condemn کرتے ہیں، resolution متفقہ ہو لیکن جہاں بھی ایسے عناصر ہیں انہیں condemn کرنا چاہیے، جس آدمی نے یہ کام کیا ہے، بیشک عیسائی نے ہی کیا ہے، بحیثیت بدھ انہوں نے کیا ہے، بحیثیت دیگر مذاہب لیکن ہمارے اپنے عقائد کی کیا position ہے۔ کل کا اخبار اٹھائیں، ہمارے لوگوں کو ذبح نہیں کیا گیا، کس نے کیا، اس کو یہ فتویٰ کس نے دیا کہ یہ واجبل القتل ہے اور اس شخص پر حلال ہے کہ وہ مار سکتا ہے۔ کیا کوئی ایسا کر سکتا ہے لیکن ہو رہا ہے۔ ایسی باتوں پر توجہ نہ دیں۔ آپ کی بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں اپنے تمام ساتھی سینیٹر صاحبان اور بہنوں کے جذبات کو endorse کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ ایسی

حرکت کی ایک پادری سے توقع نہیں کی جاسکتی، یہ کسی پاگل اور جنونی شخص سے تو توقع کی جاسکتی ہے کیونکہ قرآن حکیم صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ اس میں جو الفاظ کا استعمال ہے وہ پوری انسانیت کے دل و دماغ کے سکون کا ایک ذریعہ ہے۔ آپ اگر قرآن حکیم کو study کریں اور پھر احادیث کی روشنی میں دیکھیں تو اس میں پوری انسانیت کے لیے شفاء ہے، یہ دل و دماغ کے لیے سکون کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں اس سے پہلے جتنی الہامی کتابیں نازل ہوئی ہیں، جس میں کرسچن کی بائبل بھی شامل ہے، اس کو بھی endorse کیا گیا ہے۔ قرآن حکیم میں بڑا clearly لکھا ہے "امن بالله وکتبہ ورسلہ لاتفرق بین احد من رسلہ" یعنی یہ clear ہے کہ تمام کے تمام پر ایمان لانا ضروری ہے، اللہ کے فرشتوں پر، تمام الہامی کتابوں پر اور اس کے بعد تمام رسولوں پر اور اس میں آپ نے تفرق نہیں ڈالنا۔ جیسے ساتھیوں نے کہا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ اسلام یا حضرت موسیٰ علیہ اسلام یا کسی بھی نبی کے خلاف خدانخواستہ ایسی کوئی حرکت ہوتی ہے تو یہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے کہ ہم اس پر action لیں، اپنی طاقت کے مطابق ہمیں اس پر ایک practical action لینا چاہیے۔ In a way I would call it کہ یہ ایک قسم کی مذہبی دہشتگردی ہے۔ ایک جنونی اور پاگل انسان کے سوا کوئی ایسا عمل نہیں کر سکتا۔ آپ کسی بھی الہامی کتاب کو اٹھالیں، توریت ہو، انجیل ہو، زبور ہو یا قرآن حکیم ہو، اس میں تو محبت اور رواداری کا سبق دیا جاتا ہے۔ میں نے جو شروع میں عرض کیا تھا کہ ایک interfaith dialogue جس میں امریکہ ایک participant ہے، اس میں کوشش یہ ہورہی ہے کہ تمام مذاہب کے لیے ایک respect اور tolerance کی بنیاد رکھی جائے۔ اگر اس type کے واقعات ہوتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ تمام کا تمام process جو پچھلے ایک سال قبل اسپین میں شروع ہوا، وہ سارے کا سارا ضائع ہونی والی بات ہے، that means کہ ان کے الفاظ میں اور ان کے عمل میں منافقت ہے، دہرا standard ہے اور وہ نہیں چاہتے ہیں کہ وہ اس طرف جائیں۔ جیسے ساتھیوں نے عرض کیا کہ یہ تو ایک قسم کی undeclared crusade ہے کہ اس میں سب سے پہلے امریکہ کی حکومت کو action لینا چاہیے تھا اور وہ claim کرتے ہیں کہ اس کے چند followers ہیں اور غالباً 30 لوگ تھے جو اس کے invitation پر گئے اور اس میں آدھا media تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو tolerance ہے اور اس طرح کی اشتعال انگیزی ہے، کچھ لوگ اسلام کو امریکہ کا دوسرا بڑا religion کہتے ہیں، کچھ تیسرا کہتے ہیں، آپ اس سوسائٹی کے ایک بہت بڑے حصے کو frustrate کر رہے ہیں۔ امریکہ جیسے ملک میں قوانین نہ ہوں، میں نہیں سمجھتا کہ وہاں قوانین نہیں ہوں گے، it's a matter of political will اگر امریکہ نے ابھی

تک کوئی meaningful action نہیں لیا تو 22 مارچ کو صدر زرداری صاحب نے اپنی تقریر میں یہ suggest کیا کہ پارلیمنٹ resolution پاس کرے۔ پارلیمنٹ تو resolution پیش کرے گی but I think that as a sovereign country, an important member of Muslim Umma and an important member of OIC, I think, we should be seen proactive to mobilize OIC, to mobilize United Nations تاکہ ایک message ہو اور یہ کوئی بدنیتی کی وجہ سے نہیں ہے، really ہمارا ملک، ہمارے عوام اس دہشتگردی کی war میں billions of dollar کا نقصان کر چکے ہیں، ہماری اکانومی تباہ ہو چکی ہے، ہزاروں کی تعداد میں ہمارے لوگ شہید ہو چکے ہیں۔ اگر اس کا end یہ ہے کہ ایک طرف ریمنڈ ڈیوس کی بات آتی ہے تو اوباما سے لے کر ان کے سیکشن آفیسر تک پورا امریکہ ہل جاتا ہے۔ ایک طرف اتنی بڑی دہشتگردی ہوتی ہے، مسلمانوں کے تمام ممالک میں، even America میں مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین! میں honestly believe کرتا ہوں کہ حکومت کو اس میں ایک proactive role ادا کرنا چاہیے، جیسے ایک لیڈر کی حیثیت سے 74 میں بھٹو صاحب نے کیا۔ اس issue پر mobilize کرنا چاہیے، meetings ہونی چاہییں، United Nations کو engage کرنا چاہیے، OIC کو engage کرنا چاہیے۔ اس موقع پر میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں Christian Community of Pakistan کو recognize کرنا چاہیے کہ انہوں نے بھی اس واقعہ کی بھرپور مذمت کی ہے، it is itself an evidence کہ یہ جو واقعہ ہوا ہے چاہے اس کا کسی بھی مذاہب سے تعلق ہے، اس نے اس کو ناپسند کیا ہے کیونکہ کسی بھی الہامی کتاب کے بارے میں اس طرح کی حرکت قابل مذمت ہے۔ میں تو اس ملعون پادری کو ایک جنونی اور پاگل شخص سے کم نہیں سمجھتا، اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ اس میں حکومت پاکستان اپنا فعال کردار ادا کرے۔ جیسے آپ نے فرمایا تھا کہ hopefully مغرب کے بعد ایک consensus resolution پیش کریں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر خالد سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: شکریہ جناب چیئرمین۔ یہ جو افسوسناک واقعہ ہوا ہے اس پر سب احباب نے مذمت کی ہے اور مذمت ہونی بھی چاہیے۔ یہ کہنا کہ ایک بندے کا انفرادی فعل ہے، میں اس کی حمایت نہیں کرتا۔ آپ اس case کو ہلکا کر رہے ہیں، بہت بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ پاکستان میں یہ ہوا، یہ ہوا، کس نے ان واقعات کی حمایت کی ہے، سب نے مذمت کی، کسی بھی فرقے کے خلاف

ہوا، کسی مسجد کے خلاف کوئی بمباری ہوئی ہو، کسی امام بارگاہ کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہو، کسی شادی کے اجتماع پر کوئی حملہ ہوا ہو، کسی جنازے کے اجتماع پر کوئی حملہ ہوا ہو، کسی مزار پر کوئی حملہ ہوا ہو، کسی خانقاہ پر کوئی حملہ ہوا ہو، سب نے اس کی مذمت کی ہے۔ دہشتگردی کو کس نے اچھا کہا ہے اور یہ کہنا کہ یہاں بھی سب کچھ ہو رہا ہے تو یہ اس case کو ہلکا کرنے والی بات ہے۔ پورے جہان میں جہاں پر بھی ہمارے آقا اور مولا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی ہوتی ہے، ان گستاخوں کو یہی پناہ دیتے ہیں، کہیں بھی کوئی گستاخی کرے، کسی قسم کی گستاخی کرے، یہ ان کو پناہ دیتے ہیں۔ آج تک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی مسلمان اس چیز کا تصور نہیں کر سکتا کہ کوئی انجیل، توریت یا زبور کو جلائے یا کوئی حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ کی شان میں گستاخی کرے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ تم دہشتگرد ہو، تم extremist ہو، انتہا پسند ہو۔ ہم اعتدال کی انتہا پر ہیں۔ ہم مسلمان بڑی محبت سے اپنے بچوں کا حضرت موسیٰ کا نام رکھتے ہیں، حضرت عیسیٰ کا نام رکھتے ہیں، بچیوں کا بی بی مریم کا نام رکھتے ہیں۔ ہمارے علاقے میں آپ کو بہت سے محمد موسیٰ، محمد عیسیٰ ملیں گے، خیبر پختونخوا میں آپ کو عیسیٰ خان، موسیٰ خان ملیں گے۔ مجھے کوئی ایک یہودی بتایا جائے، کوئی ایک عیسائی بتایا جائے کہ جس نے اپنے بچوں کا میرے آقا کے صحابیوں کے نام کے مطابق کوئی نام رکھا ہو یا حضور کی بچیوں کے نام پر کوئی نام رکھا ہو، نہیں ہو سکتا پھر بھی انتہا پسند ہم ہیں۔ کون کہے شیر کے منہ میں بدبو ہے کوئی کہہ نہیں سکتا، ہم ڈرے ہوئے ہیں، سہمے ہوئے ہیں۔ ریمنڈ ڈیوس تو ہمارے بے گناہ ساتھیوں کا قاتل تھا۔ بہت ساروں کی نیندیں اڑ گئی تھیں۔ امریکہ کے تمام لوگوں کی نیندیں حرام ہو گئی تھیں۔ قرآن پاک کو شہید کرنے کا واقعہ 9\11 سے بہت بڑا واقعہ ہے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ تم مجرم ہو۔ آئیے تاریخ کو سامنے رکھیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک پوری دنیا میں جتنے بے گناہ لوگ مارے گئے ہیں ان کا حساب کیجیئے کہ وہ مسلمانوں نے مارے ہیں یا ان کافروں نے مارے ہیں۔ جنگ عظیم اول ہو یا دوئم ہو ذرا ان حقائق کو سامنے لائیں تو پتا چلے۔ آپ ان کے بارے میں یہ رویہ اختیار کریں گے۔ باقاعدہ تحقیقات ہو رہی ہے، باتیں ہو رہی ہیں کہ ہمارے پاکستان میں جو زلزلہ آیا یہ قدرتی نہیں تھا، مصنوعی تھا اور یہاں پر جو سیلاب آیا یہ بھی قدرتی نہیں تھا، مصنوعی تھا۔ خاص ٹیکنالوجی کے ذریعے ہمیں تباہ کیا جا رہا ہے اس پر باقاعدہ ریسرچ ہو رہی ہے۔ جاپان میں زلزلہ اور جو سونامی آیا ہے یہ بھی مصنوعی ہے اس پر باقاعدہ تحقیق ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ بہت بڑی زیادتی کی بات ہے۔ اگر امریکہ اس میں ملوث نہیں ہے، امریکی حکومت ملوث نہیں ہے تو اس پادری کو سرعام تختہ دار پر لٹکایا جائے۔ اگر امریکہ اس

سلسلے میں خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ امریکہ کے ایما پر ہو رہا ہے۔ لیبیا پر بمباری، عرب ممالک میں جمہوریت کے نام پر فتنے یہ دراصل مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور اس کی یہ پیش بندی کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیئے conclude کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: میں مطالبہ کرتا ہوں کہ جس طرح بھٹو صاحب نے اسلامی سربراہ کانفرنس کا اہتمام کیا تھا فوری طور پر پاکستان اس کا بندوبست کرے تاکہ مشترکہ حکمت عملی اپنائی جاسکے۔ شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ڈاکٹر پیرزادہ صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: (عربی) جناب چیئرمین! نہایت ہی نوازش ہے کہ آپ نے مجھے اس ایمانی مسئلے پر بولنے کا موقع دیا۔ بات تو یہاں بیان ہوئی ہے اور سب ساتھیوں نے بیان کی۔ سب نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں لیکن یہ مسئلہ یہاں تک کا نہیں ہے۔ میری پی ایچ ڈی World Comparative Religions میں ہے۔ میں ساری عمر سے یہ مضمون پڑھ رہا ہوں، پڑھا رہا ہوں اور یہ جو یورپ کے مصنفین نے تہذیبوں کے تصادم پر سینکڑوں کتابیں لکھ ڈالی ہیں آخر ان کتابوں کا کوئی مقصد ہے ان میں دی گئی جو معلومات ہیں ان معلومات کے کچھ آنے والے نتائج ہیں جو آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں۔ میں اپنے اس موقر ایوان کے تمام ممبران سے، آپ سے اور حکومت سے یہ پوچھتا ہوں کہ کونسا ایسا دن تھا جب عالم کفر نے حضور پاک کو اس دنیا سے ختم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ تیئیس سال کی تاریخ میں ایک منٹ بھی آپ کو ایسا نہیں ملے گا جب عالم کفر متحد نہیں تھا کہ محمد بن عبداللہ کو ختم کر دیا جائے۔ اس وقت سے آج تک کی تاریخ میرے پاس موجود ہے اگر کوئی صاحب چاہیں تو میں ان کو سن وار اور مہینہ وار بتا سکتا ہوں کہ ہمیشہ ہمارے اللہ پر، ہمارے نبی پر، ہمارے قرآن پر روزانہ کی تعداد سے حملے ہوتے آئے ہیں اور ایسے بھی ملک ہیں جہاں سورج نکلتے ہی ایک کتابچہ قرآن کے خلاف نشر ہوتا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہو جاتا ہے۔ اس وقت ہم سارے پارلیمنٹ کے ٹی اے ڈی اے کھا رہے ہوتے ہیں، تنخواہیں لے رہے ہوتے ہیں، کرپشن کر رہے ہوتے ہیں، مزے کر رہے ہوتے ہیں اور ہمیں کچھ پتا نہیں ہوتا۔ قرآن کے خلاف امریکہ کی دو نشریاتی کمپنیاں "الفرقان" کے نام سے بارہ

جلدوں میں کتاب نشر کرکے کہتی ہے کہ یہ مسلمانوں کا قرآن باطل ہے، ہم خاموش رہتے ہیں ۔ ریمنڈ ڈیوس یہاں جیل میں بیٹھ کر گالیاں دیتا رہا ہے کہ جمعہ کی نماز کیوں ہو رہی ہے، یہ خطبہ کیوں ہو رہا ہے، یہ اذان کیوں ہو رہی ہے اس کو بند کر دیا جائے۔ ہم خاموش رہتے ہیں ۔ قرآن کے خلاف عرب ممالک میں اس وقت بھی پچاس ساٹھ سال سے روزانہ ہزاروں کی تعداد میں پمفلٹ تقسیم ہوتا ہے جس میں حضور پاک کی شان میں گالیاں اور قرآن کے خلاف گالیاں لکھی ہوتی ہیں۔ وہ عربی میں لکھی ہوئی ہوتی ہیں ہم کچھ بھی نہیں کرتے ہیں۔ ہمارے ساتھ والے ملک میں قرآن کے ورق ٹائلٹ میں ڈال دیئے گئے لیکن ہم چپ ہو گئے۔ قرآن کے خلاف گالیوں بھری کتابیں آتی رہتی ہیں ہم خاموش رہتے ہیں اور اب یہ جو تہذیبوں کا تصادم ہے، تصادم میں لڑائی بھی آتی ہے، مناظرہ بھی آتا ہے، جنگ بھی آتی ہے، جلال بھی آتا ہے، حملہ بھی آتا ہے، defence بھی آتا ہے attack بھی آتا ہے ان چھ اطراف سے قرآن پر، مسلمانوں پر، اسلام پر روزانہ حملے ہو رہے ہیں اور ہم اتنے بے غیرت بن کر اپنے اپنے گھروں میں بستروں پر آرام سے سوتے ہیں۔ اگر ایک واقعہ ظاہر ہو کر سامنے آگیا تو ہم نے کہا ہائے آگ لگ گئی، ارے تیرے من کو جب آگ نہ لگی جب قرآن کے مقابلے میں الفرقان امریکہ سے چھپ کر آیا اور اس میں لکھا ہوا تھا کہ یہ خدا مسلمانوں کا اللہ نہیں ہے جس نے عالمین پیدا کیے ہیں بلکہ ان مسلمانوں کا خدا شیطان ہے۔

آج حملے کا ایک رنگ دس کروڑ حملے روز ہوتے ہیں، ہماری غیرت نہیں جاگتی، ہم کہتے ہیں کہ ہم لبرل ہیں، ہم سیکولر ہیں، ٹھیک ہے لیکن میں نے ان تمام مذاہب کو پڑھا ہے اس میں ایک روشن خیالی ہے اور ایک آزاد خیالی ہے۔ یورپ ہم سے بات کرے، امریکہ ہم سے بات کرے کہ امت مسلمہ کے ساتھ روشن خیالی کے ساتھ چلنا ہے یا آزاد خیالی کے ساتھ چلنا ہے۔ اگر آزاد خیالی کے ساتھ چلنا ہے تو پھر ہمیں بھی تم آزاد کر دو پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے 1912 میں سب سے بڑے پادری نے لکھنؤ میں کھڑے ہو کر کہا تھا کہ قرآن کا مقابلہ مت کرنا، مسلمانوں سے مناظرہ مت کرنا۔ قرآن سے تم کبھی نہیں جیت سکتے لہٰذا بین الاقوامی طور پر، تاریخی طور پر یہ مذہب ہار چکے ہیں انہوں نے عیسایت کو چھوڑ دیا، یہودیت کو چھوڑ دیا اور ہندوؤں نے ہندومت کو چھوڑ دیا۔ اگر یہ سب اپنے اپنے مذہب پر چلتے تو کوئی کسی مذہب کی توہین کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہماری پارلیمنٹ او آئی سی کو رابطہ عالم اسلامی کو احتجاج پیش کرے۔ ہماری حکومت پارلیمنٹ میں آکر ایک بہت بڑا فیصلہ کن احتجاج پیش کرے اور وہ اقوام متحدہ کو پیش کیا جائے کہ اس بے غیرت کو جس طرح

اس نے سب کے سامنے قرآن کو جلایا اسی طرح امریکہ اس کو نہیں جلائے گا تو پوری امت مسلمہ کا دل ٹھنڈا نہیں ہوسکتا اور یہ قرآن کبھی پھونکوں سے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ عبدالنبی بنگش صاحب۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: شکریہ جناب چیئرمین، آج ایک انتہائی ایمانی موضوع پر آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ جس ملعون نے یہ حرکت کی ہے میں تو اس کو ایک عیسائی دہشت گرد کہتا ہوں۔ یہ پادری نہیں ہے دہشت گرد ہے۔ اگر امریکہ کی بات کریں تو اس کا دہرا معیار ہے۔ دنیا میں اگر ایک طرف اس نے دہشت گردی کی آڑ میں پوری دنیا کے سکون کو تہہ و بالا کر رکھا ہے تو ہمیں آج یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ اپنے اس دہشت گرد کے خلاف کیا رویہ اختیار کرتا ہے۔ کیونکہ اس ملعون نے آج سے کئی مہینے پہلے یہ فیصلہ کیا ہے۔ یہ تو pre-planed ہے یہ کوئی accidental بات نہیں ہے کہ ایک دن میں ہو گیا۔ پانچ چھ مہینے پہلے اس نے اعلان کیا تھا لیکن امریکی حکومت نے اس ملعون کو روکنے کے لیے کوئی اقدامات نہیں کیے۔ میں یہاں پر یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گا کہ ایک طرف تو قرآن و سنت کی روشنی میں انہی اسلامی تعلیمات کا advantage لے کر ریمنڈ ڈیوس کو دیت پر چھڑا لیا گیا۔ دیت دے کر چھڑا لیا کہ جی آپ کی اسلامی تعلیمات کہتی ہیں تو ہم آپ کو پیسے دے رہے ہیں۔ وہ اپنے جاسوس کو چھڑا کر لے گئے۔ دوسرے دن ہمیں تحفے میں کیا دیا؟ ہمارے بزرگان اور ہمارے جرگے کے اراکین کو ڈرون حملے میں شہید کیا گیا، ایک تو یہ تحفہ دیا اس نے۔ جناب والا! دوسری طرف، اس مثل کے مصداق کہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو، جہاں بھی امریکہ کو اپنے ذاتی مفاد کے لیے کوئی مذہب، کوئی پالیسی یا کوئی چیز نظر آتی ہے تو ان کے think tanks اس کے لیے راہ ہموار کرتے ہیں اور اس پر چلتے ہیں۔

جس طرح حاجی لشکری رئیسانی نے بتایا، آج کل جو تھوڑی سی بےچینی ہے عرب ممالک میں اور افریقہ میں تو آپ دیکھیں جو ان کے پٹھو ہیں، وہ ان کو آج بھی support کر رہے ہیں جبکہ لیبیا کے خلاف جو انہوں نے جارحیت کی ہے، within a week اقوامِ متحدہ سے order بھی لے لیے ہیں، پہلے اسے no fly zone قرار دیا، اس کے بعد کہہ رہے ہیں کہ چونکہ بے گناہ شہریوں پر قذافی بمباری کر رہا ہے، تو ان کو بچانے کے لیے ہم بمباری کر رہے ہیں۔ کس چیز کی؟ یہ شاید پھولوں کی بمباری کر رہے ہیں۔ یہ بھی بموں سے بمباری کر رہے ہیں اور لیبیائی بے گناہ لوگوں کو شہید کیا جا رہا ہے۔ جناب! اب یہ double standards چھُپنے والے نہیں ہیں۔

جناب! ہمارا ایمان ہے اور صحیح ایمان ہے، ہمیں اس پر فخر ہے، ہم کہتے ہیں کہ اس مسئلے پر کوئی بھی، بہت کمزور ایمان کا مسلمان بھی compromise نہیں کرسکتا کہ کوئی بھی اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اس کے قرآن کی بے حرمتی کرے اور ہم چپ رہیں، تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم ایمان سے خالی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہاں قائدِ حزبِ اختلاف، جناب وسیم سجاد صاحب جو بھی قرارداد لانا چاہیں، وہ ہم سب کو متفقہ طور پر منظور کرلینی چاہیے لیکن میں اس سے بڑھ کر ایک تجویز دوں گا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ایک یادداشت تیار کی جائے اور پورا House یہاں سے American Embassy تک باقاعدہ march کرے اور ان کو اپنا احتجاج نوٹ کرائیں، وہ یادداشت ان کو پیش کی جائے کہ اب یہ باتیں، یہ double standards نہیں چلیں گے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ مولانا صالح شاہ صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اظہارِ خیال کا موقع دیا۔ میں تمام اراکینِ ایوانِ بالا کا بھی مشکور ہوں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اکثر ساتھیوں نے اس پادری کو نشانِ ہدف بنایا ہے اور اس کو اصل مجرم بنایا ہے، میں اپنی سوچ اور اپنے خیال کے مطابق، اس قرآنِ حکیم کو جلانے کا اصل مجرم صرف اس ایک پادری کو نہیں سمجھتا بلکہ اس کے دو مجرم اور بھی ہیں۔ ایک مجرم تو یہی پادری ملعون ہے، دوسرا مجرم پاکستان ہے اور تیسرا مجرم امریکہ ہے۔ جب ہم نے ریمنڈ ڈیوس کی رہائی کے بارے میں فیصلہ کیا اور اسے ہم نے رہائی دی، جس لحاظ سے بھی، جس نقطہ نظر سے بھی، جیسا کہ بنگش صاحب نے فرمایا، اسی کے بدلے میں ایک تحفہ دیا گیا ڈرون حملے کی صورت میں۔ یہ اتنا بے غیرت اور انسانیت سے عاری ملک ہے کہ جس رات پاکستان سے ریمنڈ ڈیوس کو رہائی ملی، اس کے چوبیس گھنٹے کے اندر اندر، اس نے ایک انتہائی غلط حرکت کی اور ہمارے مشرانِ قوم اور عمائدین پر ایک ظالمانہ حملہ کیا۔ جو بے گناہ اور معصوم لوگ تھے، ان پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں 45 سے 50 کے قریب لوگ شہید ہوئے۔ دوسرا، یہ حملہ ہے۔ یہ بھی اسی کے بدلے میں ہے۔ امریکہ نے ہماری غیرت کا اندازہ لگایا کہ یہ پاکستانی قوم اور پاکستانی حکومت اپنے مذہب، اپنے ایمانی جذبات کے لحاظ سے اتنی کمزور ہے کہ ہم ان سے جو کچھ کروانا چاہیں کروا سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں نہایت ادب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ریمنڈ

ڈیوس کے بدلے میں ہمیں کئی اور تحائف بھی ملیں گے جو پاکستان کی سلامتی اور پالیسی کے خلاف بھی ہوں گے۔

جنابِ چیئرمین! اس ایوان میں جب ہم امریکہ کے خلاف کچھ بولنا چاہتے ہیں تو بعض حضرات پاکستان کے اندر ہونے والے واقعات کی ہمیں نشاندہی کرتے ہیں کہ وہاں حملہ ہوا، مسجد پر حملہ ہوا یا فلاں جگہ ایسا ہوا۔ ہم نے کبھی کسی بھی مسجد پر حملے کی حمایت نہیں کی۔ جہاں پر دہشت گردی کے حملے ہوئے، ہم نے اس کی مکمل مذمت کی ہے لیکن جناب چیئرمین! صرف مذمت کرنے سے اس پادری کا کچھ بھی نہیں بگڑ سکتا۔ جیسا کہ ہمارے ساتھی سینیٹر لشکری رئیسانی صاحب نے فرمایا کہ اس کے بدلے میں، اگر ہم واقعی مومن ہیں، اگر ہم واقعی مسلمان ہیں، اگر ہم واقعی پاکستانی ہیں تو کچھ ایسے اقدامات کرنے چاہییں تاکہ ان ملعونوں کو یہ پتا چل سکے کہ پاکستان واقعی مسلمان ملک ہے اور ہم واقعی ایک غیرت مند قوم ہیں۔ اگر ہم نے ان کے اجلاسوں اور ان کی meetings اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ نہ کیا، یا کچھ ایسے اقدامات ہم نے نہیں اٹھائے جن سے ان کو محسوس ہو تو صرف قراردادِ مذمت سے کچھ بھی نہیں بنتا۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر آج تک ہمارے مذہب میں ایک مثال بھی آپ کو نہیں ملے گی کہ کسی پادری یا کسی عیسائی نے ایسی حرکت کی ہو اور مسلمانوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا ہوا۔ احتجاج کیا ہوتا ہے، عملی اقدامات ہونے چاہییں۔ جناب چیئرمین! ایسے اقدامات اٹھانے چاہییں کہ جن سے پوری امت مسلمہ کے جذبات کو پہنچنے والی ٹھیس کا مداوا ہو سکے۔ واخر دعوٰنا ان الحمدللہ رب العلمین۔

(اس موقع پر ایوان میں اذانِ مغرب سنائی دی)

جناب چیئرمین: نماز کا وقفہ کر لیتے ہیں 15 منٹ کے لیے۔ شکریہ۔

(The House was adjourned for 'Maghrib' prayers)

(نماز مغرب کے بعد ایوان کی کارروائی)

جناب چیئرمین: جی نوید قمر صاحب۔

Syed Naveed Qamar (Minister for Water and Power): Mr. Chairman, MandoKhail Sahib has raised a point of order regarding lack of supply of electricity in Balochistan. A reply has come from the Ministry which, in my opinion is not sufficient and not worth presenting to Parliament. So I would request Mandokhail Sahib if I can get a comprehensive reply by tomorrow.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے انشاءاللہ اس کا جواب کل لے لیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: وہ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ comprehensive reply نہیں ہے اور کل یہ detail دے دیں گے۔

سید نوید قمر: میں مانتا ہوں کہ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اور اس کا proper reply آنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی points of order بھی لیتے ہیں، آپ فکر نہ کریں، میں نہیں اٹھوں گا۔ دو تین speakers رہ گئے ہیں، let them conclude. جی رشید صاحب۔

سینیٹر عبدالرشید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ آپ کو پتا ہے کہ اس وقت دنیا میں جتنے مذاہب اور مسالک موجود ہیں، ان کے درمیان ہزار ہا نظریاتی، اصولی اور فروعی اختلافات کے باوجود بین المذاہب رواداری کے لیے کچھ امور مشترک ہیں۔ اس میں ایک بات یہ ہے کہ مذہب انسان کا بنیادی حق ہے۔ انسان کو مذہب کا حق دینا چاہیے اور اس میں دخل اندازی نہیں کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ تمام مذاہب کے درمیان ایک قدرِ مشترک یہ بھی ہے کہ دنیا کے اندر جتنی بھی آسمانی کتابیں ہیں وہ قابل احترام ہیں، مقدس ہیں، لہٰذا ان حقائق کے تناظر میں جب ہم دیکھتے ہیں تو اُس ملعون پادری کی یہ حرکت، قرآن کریم جو آسمانی کتابوں کی فہرست میں سب سے افضل اور بہترین کتاب ہے، اُس کتاب کی بے حرمتی، میرے خیال میں اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے charter کے بھی خلاف ہے۔ بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کے لیے جو مسلمہ اصول ہیں، ان کے بھی خلاف ہے۔ مسلمانوں کی دل آزاری بھی ہے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ حرکت مسلمانوں کو نہ صرف اشتعال میں لاتی ہے بلکہ باقاعدہ ان کو جنگ کی دعوت دینے کے مترادف ہے۔ جناب چیئرمین! سوال یہ ہے کہ یہ گستاخانہ اور دل سوز حرکت جو ملعون پادری سے سرزد ہوئی ہے، آیا یہ اُس کا کوئی انفرادی یا شخصی عمل ہے یا اِس کے پیچھے کوئی سازش یا کوئی اور محرکات ہیں اور اسے حکومت کی support حاصل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حرکت کے سرزد ہونے کے بعد جتنا وقت گزرا ہے اور اس دوران امریکہ کی طرف سے کسی مذمتی بیان کا نہ آنا، کسی تردیدی بیان کا نہ آنا، اس پر کوئی action نہ لینا، اس کے باوجود کہ

مسلمانوں کے جذبات، احساسات اور اشتعال سامنے آیا ہے، یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اس عمل کے پیچھے امریکہ کی حکومت کا باقاعدہ ہاتھ ہے، وہ اس عمل میں شریک ہے۔ لہٰذا اس واقعے کے حوالے سے ایوان کی طرف سے جو مذمتی قرارداد منظور ہونے والی ہے، اس میں میری رائے یہ ہے کہ اس مذمتی قرارداد میں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اگر اس عمل کے حوالے سے اُس ملعون کا عمل قابل مذمت ہے تو اس کے ساتھ ساتھ اس واقعے کے حوالے سے امریکہ کا کردار اور اس کی خاموشی بھی قابل مذمت ہے، یہ قرارداد میں آنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مذہب کے حوالے سے یہ اتنا شدید واقعہ ہے کہ اس کے رد عمل میں زبانی مذمت کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لیے ایک مؤثر احتجاج کی ضرورت ہے۔ ایک دھمکی آمیز احتجاج کی ضرورت ہے۔ اس کے خلاف عملی اقدامات کی ضرورت ہے جن کا تذکرہ میرے رہنماء مولانا عبدالغفور حیدری صاحب اور لشکری رئیسانی صاحب نے اپنے بیانات میں کیا ہے، اُن اقدامات کی ضرورت ہے۔ امریکہ پر اس بات کی وضاحت کی بھی ضرورت ہے کہ اگر مسلمانوں کے ساتھ آپ کا یہ طرز عمل جاری رہا تو اس سے نہ صرف ہمارے اور آپ کے درمیان تعلقات، خاص کر سفارتی تعلقات متاثر ہو سکتے ہیں بلکہ ختم ہو سکتے ہیں۔ اقوام متحدہ پر بھی اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اس واقعہ پر action لینا چاہیے، اس لیے کہ یہ واقعہ اقوام متحدہ کے بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ، جاوید علی شاہ صاحب آپ کچھ فرمائیں گے؟ ایک دو منٹ لے لیجئے۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! آج جو موضوع زیر بحث ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ صرف مسلمانوں کے ساتھ پیش نہیں آیا بلکہ یہ پوری انسانیت کا مسئلہ ہونا چاہیے کہ کسی بھی مذہب، کوئی بھی دین اور کوئی بھی ایسا گروہ جو اخلاقیات کی بات کرتا ہو، جو human rights کی بات کرتا ہو، جو بنیادی حقوق کی بات کرتا ہو وہ کسی بھی شخص کو اس بات کی اجازت دے کہ الہامی کتاب کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے۔ آج یہاں بحث اس طرح چل رہی ہے جس طرح کہ یہ واقعات شاید پہلی دفعہ پیش آئے ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک نفرت کی بنیاد بنا دی گئی ہے۔ جب سے کمیونزم کا خاتمہ ہوا West اور خاص طور پر امریکہ اسلام کو اپنے لیے threat سمجھنے لگا کیونکہ یہ

واحد established نظریہ تھا جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لینا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ West اس سے خائف ہے، امریکہ اس سے خائف ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ کسی مظلوم کی کویت میں امداد کرنے کے لیے امریکہ صدام پر حملہ آور ہوا۔ نہیں جناب، ایسا ہرگز نہیں بلکہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت Surprises of 1990 میں یہ بات شامل ہے کہ امریکہ نے جس دن سے اسلام کو اپنے لیے خطرہ سمجھا انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ Oil field پر کنٹرول کیا جائے تاکہ آنے والے کل میں مسلمان imperialism کے لیے، capitalism کے لیے، West کے لیے یا آج کی super power کے لیے ایک threat نہ بن جائیں تو انہوں نے اپنے اس منصوبے کی تکمیل کے لیے عراق پر قبضہ کیا، کویت پر قبضہ کیا اور افغانستان پر قبضہ کیا۔ آج Middle East جس دوراہے سے گزر رہا ہے، جناب یہ سوچنا ناممکن نہیں کہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔ آج اگر امریکہ کی کسی ریاست میں کوئی ناخوشگوار واقعہ ہو جائے تو دنیا میں بظاہر ایسی کوئی طاقت نظر نہیں آتی جو مداخلت کرے اور انہیں کہے کہ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ ہم آپ کے حالات کو درست کرنے کے لیے آرہے ہیں مگر لیبیا پر فرانس کا حملہ، مصر میں اپنے ایک پالتو البرادی کو بھیج دینا، پوری دنیا کے نقشے کو تہس نہس کر کے مسلمانوں کو suppress کر کے امریکہ اپنی قوت میں مزید اضافے کی فکر میں ہے۔ کیا یہ واقعات اچانک رونما ہو رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ نہیں۔ جیسے کہ ابھی مولانا صاحب نے فرمایا کہ اگر امریکی حکومت اور مغرب کی تنظیموں نے اس act کو condemn کیا ہوتا تو پھر ہم سمجھتے کہ وہ بھی اس واقعے کی مذمت کر رہے ہیں مگر ابھی تک ایسا دیکھنے میں نہیں آیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک کسی حکومت کی آشیر باد کسی کو حاصل نہیں ہوتی اس وقت تک اس قسم کے واقعات رونما نہیں ہو سکتے۔ آج ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ بنیادی حقوق کی باتیں کرنے والے ہم سے زیادہ وہ خود ٹیری جونز کا محاسبہ کرتے۔ وہ محض اس کو ایک پاگل اور insane declare کرے اس کو معافی کے خانے میں لا رہے ہیں۔ وہ نہ پاگل ہے نہ ہی جنونی ہے بلکہ اس نے جان بوجھ کر یہ فعل کیا ہے کیونکہ he is sure of his position. وہ سمجھتا ہے کہ آج دنیا میں کوئی مسلمان اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ وہ عیسائیت کا کچھ بگاڑ سکے یا West کا کچھ بگاڑ سکے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ کاش مسلمان اپنے آپ کو سمجھتے۔

جناب چیئرمین! جیسا کہ حضرت علامہ اقبال نے کہا تھا کہ

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تونے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سر دارا

ہمیں آج پوری مسلم امہ کو جگانا چاہیے اور ان کو اکٹھا کر کے امریکہ سے مطالبہ کرنا چاہیے کہ وہ اس زیادتی کی معافی مانگے اور ایسے واقعات کو آنے والے کل میں رونما ہونے سے بچانے کے لیے لوگوں کو باز رکھے۔

جناب چیئر مین: مہربانی، حافظ رشید صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) شکریہ جناب چیئر مین، کہ آپ نے اس اہم موقع پر مجھے وقت دیا۔ پچھلے ہفتے میں اگر دیکھا جائے تو ایک نہیں، دو نہیں بلکہ چار ایسی باتیں سامنے آگئی ہیں کہ بندہ نہ بھی رونا چاہے پھر بھی اس کا دل روتا ہے۔ نمبر ایک، ملعون پادری کی حرکت، دوسرے خاص طور پر جو پاکستانیوں کے جذبات سے کھیلا گیا ہے، ریمنڈ ڈیوس کے متعلق اور تیسرا امریکہ بدمعاش نے جو لیبیا پر حملہ کیا وہ اور چوتھا جو ہمارے ساتھ مسلسل ہوتا چلا آرہا ہے یعنی فاٹا اور دیگر بد قسمت علاقوں پر ڈرون حملے۔ جناب چیئر مین! کس کس چیز پر بندہ روئے اور کس کس چیز پر فریاد کرے۔ ٹیری جونز کا واقعہ دیکھیں، اسلام تو رواداری کا نام ہے، تحمل کا نام ہے، برداشت کا نام ہے۔ قرآن مجید میں اس طرف اشارہ نہیں بلکہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ (عربی) علمائے کرام بیٹھے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اے مسلمانو آپ اس کو گالیاں اور برا بھلا نہ کہیں جس کی غیر مسلم اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کرتے ہیں اس لیے کہ وہ بھی آپ کے خدا کو اس بنیاد پر برا بھلا کہیں گے۔ مسلمانوں کو تو حکم دیا گیا ہے کہ ہم دوسرے کے معبودوں کو برا، بھلا نہ کہیں۔ پھر ان کا ہمارے قرآن مجید کے ساتھ یہ حرکت کرنا اور ہمارے جذبات کو ٹھیس پہنچانا، ایسا کیوں ہوا؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ دنیا میں جو بھی ہو رہا ہے اس چیز کے امریکہ خود اسباب پیدا کر رہا ہے۔ یہ عمل جو پچھلے آٹھ، نو سال سے جاری و ساری ہے، یہ خود بخود ہی شروع نہیں ہو گیا ہے بلکہ یہ خود امریکہ بدمعاش نے شروع کیا ہے۔ اس کے اسباب یہ لوگ خود پیدا کرتے ہیں اور ان واقعات کی وجہ یہ خود ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ وہ صرف مسلمانوں کے ساتھ اس طرح کے واقعات کرتے ہیں۔ ریمنڈ ڈیوس کو دیکھیں کہ کھلے عام اور سر عام ایک جاسوس ہوتے ہوئے وہ ہمارے مسلمان بھائیوں کو قتل کر دیتا ہے۔ پھر لیبیا کو دیکھیں اگر ان کے ادھر حالات خراب ہیں تو ان کا اندرونی معاملہ ہے۔ پھر آپ کا کیا مطلب کہ آپ اندر گھس کر

لوگوں کا خون خرابہ کر دیتے ہیں- بڑے افسوس کے ساتھ میں آپ کے سامنے کہہ دیتا ہوں، معزز ممبران بیٹھے ہیں کہ ہمارے امن جرگے ہوتے ہیں- یہ بڑے انسانی حقوق کے چیمپئن بنے ہوئے ہیں اور ہمارے اوپر ڈرون حملے ہو رہے ہیں- میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ انا للہ وانا الیہ راجعون، ہمارے اوپر دو سو حملے بلکہ اس سے بھی زیادہ حملے ہو گئے ہیں- صرف ایک ڈرون حملے پر چیف آف آرمی سٹاف اور دوسرے لوگوں نے مذمت کی ہے- ابھی تک آپ کا منہ کیوں بند تھا-

جناب چیئرمین: Conclude کر لیجیے-

سینیٹر حافظ رشید احمد: ابھی تک آپ کی زبان کیوں بند تھی- میں تقریر ختم کرتا ہوں لیکن آخر میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اجلاس شروع ہوتے وقت میری زبان سے ایک لفظ نکل گیا تھا، اگر میری زبان سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہے چونکہ میں نے ایوان میں بات کی تھی شاید وہ ریکارڈ کا حصہ نہ بھی ہو لیکن پھر بھی اس پر میں معافی اس لیے چاہتا ہوں کہ اگر کسی ممبر کی اس سے دل آزاری ہوئی ہے، لیکن ہم اس دین کے تابع ہیں، ہم اس رسول کے تابع ہیں، ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں جن کے دین میں ہر چیز موجود ہے یہاں تک کہ ابتدا سے لے کر انتہا تک اس میں کوئی چیز ڈھکی چھپی نہیں ہے، پوشیدہ نہیں ہے- ہماری شریعت میں، علمائے کرام بیٹھے ہیں، مجھے حق حاصل ہے، میں بھی اس ایوان کا ممبر ہوں، میں اپنے بل بوتے پر آیا ہوں، میں کسی کی حمایت پر نہیں آیا، کسی کی وجہ سے نہیں آیا تو میں یہ کہتا ہوں کہ شریعت میں کسی کے لیے خاموش رہنا یا کسی کے لیے اس طرح روایات، اس طرح رسم و رواج شریعت میں نہیں ہیں، کسی غیر مسلم کی روایت میں ہو گا لیکن ہماری شریعت میں نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر اس سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں معافی چاہتا ہوں-

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ- میرا خیال ہے کافی بحث ہو گئی ہے، اس کو conclude کر لیا جائے، یہ last speaker لے لیتے ہیں کیونکہ ایک چیز بہت دفعہ repeat ہو رہی ہے- فرح عاقل صاحبہ- دو منٹ لے لیں-

سینیٹر فرح عاقل: جناب والا! میں ہمیشہ دو منٹ ہی لیتی ہوں- میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے، یہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت ہو رہا ہے- یہ آج سے نہیں ہو رہا اگر آپ پچھلے دو، تین سالوں میں دیکھیں تو ہم مختلف اوقات میں دیکھتے ہیں کہ کبھی movie بننے کا پتا چلتا ہے، ابھی بھی

اخبارات میں آیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں 786 نام کی کوئی movie وہاں پر بنا رہے ہیں۔ کبھی پتا چلتا ہے کہ وہ خانہ کعبہ کی shape کے کوئی bar وہاں پر کھول رہے ہیں یعنی میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اس طریقے سے ہمارے جذبات کے ساتھ کھیل رہے ہیں اور مسلمانوں کو یہ بتا رہے ہیں کہ وہ ہمارے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ اس issue پر قرارداد لانا اور اس پر دستخط کرکے پیش کر دینا، میرے خیال میں بہت ناکافی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ بھرپور طریقے سے ان کو ایک بڑا strict message جانا چاہیے کہ enough is enough اور وہ ہمارے ساتھ اس طرح نہ کریں کیونکہ ہم لوگ ہر طریقے سے ان کا ساتھ دے رہے ہیں اور اچھے طریقے سے پیش آرہے ہیں تو ان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مسلمانوں کے جذبات سے کھیلیں۔

جناب چیئرمین: محمد علی درانی صاحب، ایک منٹ لے لیجیے، اس موضوع پر بہت detail میں discussion ہو چکی ہے۔

سینیٹر محمد علی درانی: جناب والا! سب سے پہلے تو میں عرض کروں گا کہ اس اقدام کو جتنا بھی condemn کیا جائے وہ کم ہے۔ میں چند نکات کی شکل میں اپنی بات ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔

میں پہلا مطالبہ کروں گا کہ ایوان سے یہ resolution pass ہونا چاہیے کہ OIC کا ایک غیر معمولی اجلاس اس issue پر بلا کر اس کے اندر اس issue کو اٹھاتے ہوئے پوری OIC کی طرف سے اس کے اوپر اقدام اٹھایا جانا چاہیے۔

جناب والا! اس سلسلے میں، میں دوسری چیز یہ کہنا چاہوں گا کہ امریکی قیادت اور سرزمین امریکہ ایک لمبے عرصے سے فروغ دہشت گردی کا ایک source بن چکے ہیں اور اس چیز کو دیکھتے ہوئے بڑے افسوس سے ہمیں یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ دنیا کے اندر اس وقت دہشت گردی کو فروغ دینے کے تمام اقدامات اور جذبات کو بھڑکانے والی تمام حرکتیں سرزمین امریکہ پر ہو رہی ہیں۔

تیسری بات اس سلسلے میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ United Nations اس وقت US Nation بن چکی ہے۔ وہاں پر صرف وہ فیصلے ہوتے ہیں جو United States کے مفادات کو serve کرتے ہیں۔ اس وقت ہمیں اس issue کو OIC میں لے کر جانا چاہیے کہ امریکہ اپنے جانبدارانہ رویوں کی وجہ سے United Nations جیسے ایک غیر جانبدار ادارے کو host کرنے کا حق کھو چکا ہے۔

جناب والا! آخر میں، میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ریمنڈ ڈیوس کا جو واقعہ ہوا، جان کیری صاحب پاکستان میں تشریف لائے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم امریکی سرزمین پر اس کے خلاف قانونی اقدامات اٹھائیں گے، میں چاہتا ہوں کہ حکومت پاکستان ان کے اس وعدے کو یاد دلاتے ہوئے ریمنڈ ڈیوس کے خلاف امریکی سرزمین کے قوانین کے مطابق اقدامات کا مطالبہ کرے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! آپ بھی ایک منٹ لے لیجیے، one minute only pleas.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ (عربی) جناب والا! اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو یہود اور نصاریٰ کو دوست مت بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو ان کو دوست بناتا ہے وہ ان میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ مجھے سب دوستوں کی اس بات سے اتفاق ہے کہ یہ صرف ایک ٹیری جونز کا واقعہ نہیں، امریکی حکومت اس کی پشت پر ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر امریکی حکومت یہ مذموم حرکت کرتی ہے تو کیا ہم امریکی حکومت کی امداد پر لعنت بھیج سکتے ہیں؟ کیا ہم ان کی اس امداد کو اس کے منہ پر دے مار سکتے ہیں؟ اگر ہم ان کو یہ پیغام دے سکتے ہیں تو ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس سے کم کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ اگر ہم امریکہ کا کھاتے ہیں تو امریکہ ہی کا گائیں گے اور یہ سارے مذاہب میں ناروا ہے اور اس پر میں لعنت بھیجتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، فرحت عباس صاحبہ؛ آپ بھی ایک منٹ لے لیجیے۔

سینیٹر فرحت عباس: میں ایک ہی منٹ لوں گی۔ جناب والا! یہ ایک بہت ہی بڑا واقعہ ہے، اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ صرف پاکستان کی حد تک ہی نہیں بلکہ یہ پوری امت مسلمہ کا ایک واقعہ ہے اور ہمارے ساتھ جتنے مسلم ممالک ہیں ان کو اس واقعے پر شدید action لینا چاہیے اور اس بندے کو ایسی سخت سے سخت سزا دی جائے کہ اس کی آنے والی نسلیں بھی اس کو یاد رکھیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: رحمٰن ملک صاحب! آپ conclude کر لیں پھر resolution آجائے گا۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک (وفاقی وزیر داخلہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میرے جتنے بھی دوستوں نے اس issue پر بات کی ہے، میں ان کی پوری تائید کرتا ہوں۔ قرآن مجید کی کوئی بھی توہین کرے، یہ ہم کیا بچے سے لے کر بوڑھا آدمی بھی برداشت نہیں کرے گا۔ اس لیے میں نے خود یہ initiative لیا اور حافظ آباد میں، میں نے کہا کہ ہم پوری قوم کے ساتھ ہیں۔ کسی بھی religious party کا، کسی بھی political party کا اس سلسلے میں کوئی بھی demand ہو، ہم اس کو as it is accept کرتے ہیں۔ آج بھی میرے دوستوں نے، honourable members نے جو بات کی ہے. I am with them. لیکن میں ایک عرض کردوں کہ جہاں ہماری عوام agitate کر رہے ہیں وہاں حکومت کی اپنی بھی کچھ ذمہ داری ہے۔ اس کے فورم ہیں جن پر agitate کیا جاتا ہے۔ The President of Pakistan, on the first very day جب انہوں نے speech deliver کی تھی، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے کچھ ساتھی جو walk out کر گئے تھے وہ نہ سن سکے تو ان کو میں for reminding عرض کروں گا کہ سب سے پہلے صدر صاحب نے ہی agitate کیا اور UNO میں مسئلہ اٹھانے کا بھی انہوں نے ہی کہا

then he gave me the instructions to take all necessary measures, I repeat, he directed me to take all necessary measures, meaning thereby, all those international forums should be asked to take action. Incidentally, the Secretary General of Interpol was here in our country. I discussed the matter with him. Based on my discussion, I have written a D.O. letter to him which I have already placed it before you Mr. Chairman. I will read the operating paragraph, if you allow me, in which I have stated very clearly two things. No. 1, Terry Jones is an insane person and he has done something against even his own teachings of Christianity. He has insulted our book, when we respect their book. They have got to respect our book. That is our demand. This is our protest and we want action against him, meaning thereby

پوپ جو ان کے holiness ہیں ان کو کہا جائے کہ اس کی جو priesthoodship ہے اس سے strip off کی جائے for two reasons, ایک ہم اہل کتاب ہیں، ہم ان کے نبی کو مانتے ہیں، ہم ان کی کتاب کو مانتے ہیں۔

We expect that they should also respect our book, our holy Prophet (PBUH). The Secretary General Interpol has agreed with me that he will take up the matter with the Pope. Then, I held a meeting with the Advisor Minority Affairs, who is proceeding on the 1st of next month and he will be meeting the Pope himself.

میں انہیں ہاؤس سے بھی invite کرتا ہوں، میں نے یہ کہا ہے کہ وہاں پر آپ بات کریں اور جو ہمارے مسلمانوں کے delegates ہیں، یہ پاکستان کا مسئلہ نہیں ہے، یہ پوری امت مسلمہ کا مسئلہ ہے اور شکر ہے کہ اللہ میاں نے ہمیں توفیق دی کہ ہم اس کو represent کر رہے ہیں ہم اس کے خلاف ایکشن لے رہے ہیں۔ آپ یہ دیکھیں کہ ہم نے Interpol سے second demand یہ کی ہے کہ write to America, demand from America کہ ٹیری جونز ایک terrorist ہے۔

I had discussions with the Secretary General, he said, 'religious matters can not be taken with the Interpol'. I said, my dear sir, if he is creating religious violence that employs to criminal violence and criminal violence falls under the act of terrorism worldwide. Anybody who breeds violence needs to be treated as terrorist. Hence, he falls under the definition of terrorism. So therefore, I have called upon the Government of USA to take action under their act of terrorism. I again call upon from this floor of the House and convey the feelings of all the members that we want action against Terry Jones and we will continue the protest at all forums of the world till it is stopped. In future measures should be taken that nobody should dare to talk against our religion, to talk against Quran and talk against our Holy Prophet (PBUH).

Mr. Chairman: Thank you.

Senator A. Rehman Malik: Just one minute sir, before I finish. Today there was a Cabinet meeting and we started our Cabinet with this issue. It has been categorically decided that all tools, all sources shall be mobilized to make the world realize not to treat us weak. We may be taking it lightly but don’t forget.

کہ اربوں مسلمان جو دنیا میں بس رہے ہیں وہ اس چیز کو کبھی برداشت نہیں کریں گے ۔ میں اپنے دوستوں کو fully endorse کرتا ہوں جو یہ بات کرتے ہیں، بلکہ میں کھوں گا کہ جب یہ resolution یہاں سے پاس ہو جائے۔

I will send it to Interpol, we will send it to UNO. We have to tell the world that this nonsense must be stopped. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Yes Bukhari Sahib.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Mr. Chairman, while adopting the views expressed by the honourable Senators in the House, this is a consensus resolution and before I proceed to read out this resolution, certainly, I would like to mention the names of all those who have proposed this resolution including myself, honourable Senator Wasim Sajjad, Leader of the Opposition, Mr. Ishaq Dar, Maulana Gul Naseeb, Prof. Khurshid Ahmed, Dr. Malik Baloch, Shahid Hasan Bugti, Sajid Hussain Zaidi, Haji Adeel Ahmed, Sherala Malik, Mr. Abdur Rahim Mandokhel and Ch. Shujaat Hussain. This resolution is as follows:−

“This House is shocked, angered and saddened by the burning of Holy Quran by contemptible person called Terry Jones, a citizen of USA. This House condemns this disgraceful act in the strongest possible terms and calls upon the Government of the United States to take efficient action against the person concerned to prove its claim adopting civilized system. This House also calls upon the Government of Muslim World to convey their revulsions

and the disgust to the United States Government and call upon it to bring the perpetrator of this heinous crime to justice without delay.

This House also demands United Nations to take notice of this heinous act.

Mr. Chairman: Now I put the resolution before the House.

(The resolution was adopted)

Mr. Chairman: The resolution stands unanimously passed.

سینیٹر کلثوم پروین: جناب! بخاری صاحب نے یہ resolution پیش کیا ہے لیکن اس میں ہماری پارٹی کی نمائندگی کا کوئی نام نہیں لیا گیا۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: The name of Kalsoom Perveen may also be added sir.

Mr. Chairman: Right, her name is also included.

پوائنٹ آف آرڈر لے لیتے ہیں۔ وسیم سجاد صاحب۔

Points of Order

GEO Channel Issue

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے ایک بہت اہم مسئلے کی طرف جناب کی توجہ اور اس ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ "GEO" ٹیلی ویژن ایک اہم ٹی وی چینل ہے اور اس کا معاملہ ایک نہایت سنگین صورت حال اختیار کر گیا ہے۔ پاکستان میں ورلڈ کپ دکھانے کے حقوق ‘جیو ٹی وی’ نے حاصل کئے ہوئے ہیں اور سپریم کورٹ نے بھی کہا ہے کہ کیبل right دکھانے کے حقوق صرف جیو کے پاس ہیں۔ اس کے باوجود ان کے راستے میں مشکلات ڈالی جا رہی ہیں۔ غالباً پیمرا اور حکومت کی جانب سے رکاوٹیں ڈالی جا رہی ہیں۔ میں حکومت سے استدعا کروں گا کہ fair play ہونا چاہیے، even field ہونا چاہیے اور کوئی غیر قانونی، غیر منصفانہ رکاوٹیں جیو کے راستے میں نہ ڈالی جائیں تاکہ ان کے حقوق جو قانون اور آئین کے مطابق بنتے ہیں ان حقوق کا وہ پورا استعمال کر سکیں اور عوام بھی بغیر کسی رکاوٹ کے ورلڈ کپ کے میچ دیکھ سکیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ وسیم سجاد صاحب کی اس تحریک اور اس پوائنٹ آف آرڈر کی مکمل تائید کے ساتھ ساتھ میں جناب چیئرمین، آپ کے توسط سے اس صورت حال کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ بلوچستان میں آج تین طالب علموں کی لاشیں ملی ہیں، سینکڑوں لاپتہ ہیں، ایک مہینے میں تیس سے زیادہ لاشیں پھینک دی گئی ہیں۔ کراچی میں ٹارگٹ کلنگ اپنے عروج پر ہے اور صرف تین مہینے میں ڈھائی سو سے زیادہ افراد ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ ہر مرتبہ ایک وزیر ایک پارٹی کو اور دوسرا وزیر دوسری پارٹی کو موردالزام ٹھہراتا ہے، میٹنگیں ہوتی ہیں، تین دن تک خاموشی رہتی ہے پھر وہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ کیا کھیل ہو رہا ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ کراچی کے، بلوچستان کے ان معاملات پر یہ ایوان غور کرے اور خدا کے لیے اب حالات کو بدلیے، اسے برداشت کرنا اب ممکن نہیں ہے۔ ساتھ ساتھ کراچی میں کل ایمپریس مارکیٹ کو جلایا گیا ہے، ایک سو سے زیادہ دکانیں گرا دی گئیں اور وہاں کے لوگ ہمیں بتا رہے ہیں کہ اس سے پہلے ان سے یہ بات کہی گئی کہ آپ لوگ مارکیٹ خالی کر دیں ہم آپ کو متبادل جگہ دیں گے یہاں پر ہم نے sky-scrapper بنانا ہے۔ اس کا انہوں نے انکار کیا ہے۔ اس کے بعد یہ تخریب کاری ہوئی ہے۔ اتنے بڑے پیمانے پر اس مارکیٹ کو، جو سو سال سے زیادہ عرصے سے کراچی کی شناخت بن گئی تھی اسے اس طرح سے تباہ کیا گیا ہے۔ ہم کراچی کو تباہ کر کے پورے ملک کو تباہ کر رہے ہیں۔ اس لیے میں جناب چیئرمین آپ کے توسط سے یہ بات کہوں گا کہ خدارا آنکھیں کھولیے اور اس ملک کو بچائیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: حاجی عدیل صاحب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ نہیں زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! جس طرح پروفیسر صاحب نے کراچی کے متعلق بات کی ہم نے اس پر تحریک التوا بھی جمع کروائی ہے اگر اس پر بحث کی جائے تو زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ جس طرح سے روز ٹارگٹ کلنگ ہو رہی ہے، جس طریقے سے روزانہ بے گناہ لوگ شہید ہو رہے ہیں یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔ اس وقت میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ گولڑہ موڑ سے یہاں تک پہنچنے کے لیے مجھے چھ ناکے کراس کرنے ہوتے ہیں۔ آپ یقین جانیے کہ ایک سپاہی دور کھڑا ہوتا ہے، یا چائے پیتے ہیں یا ایک

دوسرے کے ساتھ بات کر رہے ہوتے ہیں، کوئی چیکنگ نہیں ہے، نہ کسی گاڑی کو دیکھتے ہیں ۔ انہوں نے گاڑیوں کے گزرنے کے لیے اتنی چھوٹی سی جگہ بنائی ہوتی ہے کہ گاڑیوں کی لمبی قطاریں لگی ہوتی ہیں۔ وہاں سے پارلیمنٹ آنے کے لیے مجھے ایک گھنٹہ لگتا ہے۔ آیا یہ لوگوں کو تنگ کرنے کے لیے یہ چیک پوسٹ بنائی ہوتی ہیں یا دہشت گردوں کو پکڑنے کے لیے بنائی ہوئی ہیں۔ ہمیشہ جب واردات ہوتی ہے تو اس کے بعد آئی جی اسلام آباد آجاتا ہے کہ جی ہم لوگوں کو پکڑ رہے ہیں، لوگوں کو لے کر آرہے ہیں لیکن آج تک کوئی نہیں پکڑا گیا صرف ہم ہیں پکڑے جاتے ہیں کیونکہ ہم وہاں سے آرہے ہوتے ہیں اور ہر بندے کو گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ وہاں پر ایک سپاہی سے زیادہ نفری کھڑی کریں تاکہ چیکنگ ہو سکے ورنہ سڑکیں خالی کر دو تاکہ لوگ آسانی سے آجا سکیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی اسماعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! جیسے پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ وہاں مکران، بلوچستان میں دوسرے تیسرے دن پانچ چھ لاشیں جنگلوں میں پھینکی جاتی ہیں، ان کی کبھی ٹانگ نہیں ہوتی، کبھی آنکھ نہیں ہے ان لاشوں کو جانور کھاتے ہیں۔ اس سے وفاق کے لیے نفرت بڑھ رہی ہے۔ وہاں پر پنجگور، گوادر، تربت میں ہڑتال ہے اس پر رحمان ملک صاحب کوئی میٹنگ کریں تاکہ حالات کو قابو کیا جا سکے۔

دوسرا یہ کہ پچاس میگاواٹ بجلی کے حوالے سے پچھلے اجلاس میں راجہ اشرف صاحب نے یہ surety دی تھی کہ مکران میں چونکہ سخت گرمی آرہی ہی لوگ سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ بیس گھنٹے سے زیادہ لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ فروری کے آخری ہفتے میں delegation ایران جا کر وہاں سے 50 میگاواٹ بجلی لینے کے لئے بات چیت کرے گا۔ میں سیکرٹری واپڈا سے ملا، میں نے چیئرمین واپڈا سے بھی بات کی اور پھر میں نے سینیٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی سے بات کی کہ ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ یہ یقیناً ایک اہم مسئلہ ہے اور لوگ اس پر احتجاج کر رہے ہیں۔ کل آپ وزارت بجلی والوں کو بلا لیں تاکہ ہمیں اس کے بارے میں بتایا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: آخر میں----

جناب چیئرمین: کتنے points of order آپ لیں گے؟

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: بس آخری۔ رحمان ملک صاحب نے match fixing کے بارے میں بیان دیا ہے جبکہ میچ سے پہلے یہ بیان نہیں دینا چاہیے تھا کیونکہ ہمیں اپنی ٹیم پر بڑا اعتماد ہے۔ رحمان ملک صاحب اس چیز کی وضاحت کریں کہ ان کو کوئی اشارہ ملا تھا یا کوئی الہام ہوا تھا کہ match fixing ہو رہی ہے۔ اس سے تو ہماری ٹیم کو بڑا دھچکا لگا ہے۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ مولانا غفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: شکریہ جناب چیئرمین۔ میڈیا چینلز کے بارے میں جو بات کی گئی ہے میں اس سے سو فی صد اتفاق کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! آپ اپنا point of order لیجیے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! match fixing کے حوالے سے رحمان ملک صاحب کا بیان چلا ہے اس سے یقیناً ہمارے کھلاڑیوں کے حوصلے پست ہوئے ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر جب خاص طور پر بھارت اور پاکستان کا match ہونا ہے اور اس کی کیفیت ایک جنگ کی ہوتی ہے، یہاں تک پتا چلا ہے کہ ہزاروں لوگ پاکستان سے بھارت جا چکے ہیں اور Prime Minister بھی جا رہے ہیں تو اس موقع پر وزیر داخلہ صاحب کی طرف سے جو اس وقت تشریف فرما ہیں اس طرح کی بات کرنا یہ کسی حوالے سے بھی مناسب نہ تھا۔ ہمیں اس کا جواب چاہیے ۔ یقیناً اس دن بہت سارے شائقین ہوں گے جو match دیکھ رہے ہوں گے۔ میڈیا کے بعض چینلز اور خاص طور پر جیو کے حوالے سے جو بات کی جا رہی ہے تو یہ انتہائی نامناسب ہوگا کہ ان پر کوئی پابندی ہو یا ان کو کوئی موقع فراہم نہ کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کوئی نظر ثانی ہونی چاہیے۔ یہ اچھا نہیں لگتا۔ یہ میری گزارش ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ریحانہ یحیٰی بلوچ صاحبہ۔ سب کو موقع ملے گا۔ میں نے سب کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ صبر کے ساتھ انشاء اللہ۔

Senator Rehana Yahya Baloch: Thank you sir. I am literally going to repeat what Buledi sahib said.

میں ابھی قلات اور کوئٹہ سے آئی ہوں۔ وہاں پر 18 سے 20 گھنٹے لوڈشیڈنگ ہے لیکن بجلی کے bill برابر آرہے ہیں which is great burden on the *zamindars* of that area.

دوسری چیز target killings ہیں۔ پرسوں ڈیرہ بگٹی میں چھ بندے مارے گئے ہیں جن کا پتا نہیں چل رہا ہے۔ آج "ڈان" اخبار میں ایک student کے بارے میں آیا ہے کہ جو خضدار یونیورسٹی میں پڑھتا تھا۔ ہر گھر میں ماتم ہے۔ جناب چیئرمین! میں وہاں سے ابھی آ رہی ہوں۔ It is very unfortunate situation in Balochistan. رحمان ملک صاحب کی موجودگی میں آپ کے توسط سے میں ان کو کہتی ہوں کہ وہ اس پر ذرا روشنی ڈالیں کہ who is behind all this?

جناب چیئرمین: شکریہ۔ چوہدری شجاعت صاحب۔

سینیٹر چوہدری شجاعت حسین: جناب چیئرمین! ابھی لیڈر آف دی ہاؤس نے ایک قرآن شریف کے متعلق resolution move کیا۔ اس کے بعد آپ کی طرف سے یہ آیا کہ جو لوگ اس کے حق میں نہیں ہیں وہ No کہیں۔ میرا خیال ہے یہ مناسب نہیں تھا اس کو expunge کر دیا جائے---

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ Rule میں لکھا ہوا ہے پوچھنا پڑتا ہے۔

سینیٹر چوہدری شجاعت حسین: Rule تو ٹھیک ہے لیکن----

جناب چیئرمین: چوہدری صاحب! rule, rule ہے۔

We have followed the rules.

سینیٹر چوہدری شجاعت حسین: یہ قرآن شریف کے بارے میں مسئلہ تھا اس لیے اس کو expunge کیا جائے۔ کوئی اس کی جرّات کر سکتا ہے کہ وہ کہے کہ No. شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مولانا گل نصیب خان۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میرا point of order یہ ہے کہ اس وقت پوری اسلامی دنیا سے بالخصوص لیکن پاکستان سے ہزاروں لوگ عمرے کے لیے جا رہے ہیں اور اس کے لیے ویزے جاری ہونا شروع ہوئے ہیں لیکن اس وقت PIA کی صورت حال یہ ہے کہ وہ تقریباً 70/75 ہزار روپے آنے جانے کا کرایہ وصول کرتے ہیں۔ اس وقت برطانیہ سے آنے جانے کا کرایہ 60,000/ روپے ہے۔ وزیر اعظم نے اس سلسلے میں مزید اضافی جہاز

چلانے کا حکم دیا ہے لیکن اس کا فائدہ عام آدمی کو نہیں پہنچ رہا ہے، اس کو open کیا جائے صرف tour operators کے لیے مخصوص نہ کیا جائے تاکہ اس کے اثرات عام لوگوں تک پہنچ سکیں۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی (وزیر برائے بین الصوبائی رابطہ): جناب! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ میرا point of order نہیں ہے۔ I would just like to take the House……..

جناب چیئرمین: بخاری صاحب پوچھ رہے ہیں کہ آپ کا کیا point of order ہے۔ میں نے کہا ہے کہ پتا چل جائے گا۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I don’t have a point of order today. I would just like to take the House in confidence.

جیسا آپ کو علم ہے جناب چیئرمین! اٹھارہویں ترمیم متفقہ طور پر دونوں ہاؤسز سے پاس ہوئی اور اس کے بعد اٹھارہویں ترمیم کے تحت ایک Implementation Commission معرض وجود میں آیا جس کا چیئرمین میں اور ڈپٹی چیئرمین اسحاق ڈار صاحب ہیں، اور اس نے devolution کا process آگے بڑھایا تھا تاکہ 30 جون 2011 تک یہ process مکمل ہو جائے۔ اس ضمن میں سب سے پہلے دسمبر 2010 میں پانچ منسٹریاں صوبوں کو devolve ہوئیں and those five Ministries were specially Zakat & Usher, Population Welfare, Youth Affairs and Local Government and Rural Development. آج جناب چیئرمین! اب سے تھوڑی دیر پہلے وفاقی کابینہ کا اجلاس ہوا اور اس اجلاس کے اندر منظوری دی گئی کہ مزید پانچ منسٹریاں Ministry of Education, Ministry of Social Welfare and Special Education, Ministry of Tourism, Ministry of Livestock & Dairy Development and Ministry of Culture مکمل طور پر اٹھارہویں ترمیم کے تحت Concurrent List کے خاتمے کے بعد صوبوں کو منتقل کر دی جائیں، اس کی جازت دی گئی۔ اس کے علاوہ چھ اور ایسی منسٹریاں تھیں جن کے کچھ items کسی کا ایک، کسی کا دو، کسی کے تین items Concurrent List میں تھے ان کی بھی منظور ی دی گئی کہ ان items کو Rules of Business of the Federal Government سے ختم کر کے صوبوں کو منتقل کر دیا جائے اور ان میں Ministry of Finance, Revenue Division, Ministry of Ports &

Shipping, Ministry of Interior, Ministry of Law Justice and Parliamentary Affairs and Ministry of Communications. شامل ہیں۔ کل میں انشاء اللہ ایک تفصیلی پریس کانفرنس کر رہا ہوں جس میں اس کی تمام details دی جائیں گی لیکن ابھی میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے devolution process میں بھی اور اس second phase کے devolution process میں کسی بھی سطح کے employee کو فارغ نہیں کیا گیا اور ان کو surplus pool میں بھی نہیں رکھا گیا۔ اب اس devolution کا تیسرا phase کا شروع ہوگا اور میں آپ کے توسط سے ہاؤس کو یہ یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ ایک تو بقیہ phases میں بھی کسی بھی ملازم کو، چاہے وہ کسی بھی گریڈ میں ہو، نوکری سے فارغ نہیں کیا جائے گا اور ابھی بھی اسلام آباد کی main Ministries کے جو ملازمین ہیں ان کو dislocate نہیں کیا گیا، ان کی postings دوسری ministries کے اندر اسلام آباد میں ہی کی گئی ہیں۔ آپ کے توسط سے میں دوسری undertaking یہ دینا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ 30th June 2011 تک جو constitutional mandate ہے، اس تاریخ تک انشاء اللہ یہ پورا process مکمل ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ڈاکٹر سومرو صاحب۔ جی۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میاں صاحب نے اٹھارھویں ترمیم کے تحت جو کچھ کیا ہے، بیان کیا لیکن ایک confusion National Finance Commission Award اور 18th Amendment کے حوالے سے ہے۔ جب National Finance Commission Award آیا تھا تو اس وقت 18th Amendment نہیں تھی۔

جناب چیئرمین: یہ باتیں آپ implementation کے بارے میں کر رہے ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: مجھے اس کی وضاحت چاہیے۔ اکثر سرکاری وزراء کی طرف سے اس قسم کے بیانات آتے ہیں کہ چونکہ اب یہ محکمے، منسٹریاں ختم ہو کر صوبوں کے پاس چلی گئی ہیں تو اب ان کے اخراجات صوبے برداشت کریں گے۔ جب کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ سال اور اگلے چار سال تک، ان پر بجٹ میں جو بھی رقم رکھی گئی ہے، وہ نیشنل فنانس کمیشن نے وفاق کو دی ہوئی ہے۔ جب آپ یہ منسٹریاں صوبوں کو دے رہے ہیں تو وہ رقم بھی وہاں ٹرانسفر کی جائے تاکہ اگلے ایوارڈ آنے تک، یہ رقم جو یہ سوچ کر وفاق کو دی گئی تھی کہ یہ منسٹریاں، ڈویژن وفاق کے پاس رہیں گے، چونکہ اب

وفاق تیس جون تک اپنی ذمے داری سے سبکدوش ہو رہا ہے تو وہ فنڈ جو ان منسٹریوں کے لیے اس سال اور اگلے چار سال تک رکھا جائے گا، وہ بھی صوبوں کو ملنا چاہیے۔ اس کی بھی وضاحت ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! حاجی صاحب نے جو بات کی ہے، یہاں پر میں اس کی بھی وضاحت کر دوں، گو کہ میں نے اپنی وہ statement نہیں دیکھی لیکن چونکہ اس ٹائپ کی کوئی سٹیٹمنٹ مجھ سے منسوب کی گئی ہے تو میں بڑے واضح الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے ایسی کوئی سٹیٹمنٹ نہیں دی۔ اس سلسلے میں جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے ایوان کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ یقینی طور پر کمیشن کے سامنے بھی اٹھا اور اس مسئلے کو ہم نے Council of Common Interests کو ریفر کیا جو آئینی طور پر اس کا درست ادارہ ہے۔ وہاں پر چیف منسٹرز اور پرائم منسٹر کی موجودگی میں اس بات پر اتفاق رائے ہوا کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے، جسے Federal Finance Secretary head کریں گے یا کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ چاروں صوبائی چیف سیکرٹریز اس کے ممبر ہوں اور وہ اس proposal کے اوپر کہ آیا funding تیس جون ۲۰۱۱ء کو فیڈرل گورنمنٹ ختم کر دے کیونکہ ابھی pro–rata basis پر جیسے جیسے منسٹریز جا رہی ہیں، فیڈرل گورنمنٹ ان کی funding صوبوں کو دیتی جا رہی ہے لیکن تیس جون کے بعد جو دو positions ہیں کہ یا تیس جون کو ختم ہو یا پھر life of the NFC پر یہ طے ہوا کہ یہ کمیٹی اپنی مختلف تجاویز مرتب کرے اور وہ تجاویز Council of Common Interests میں لائی جائیں اور obviously this will have to be a political decision. The Federal Government will have to take this but keeping the financial constraints in mind, we have seized of this matter. The CCI has seized of this matter and *Inshaallah* before the 30th of June a solution to this with the provinces on board will be found.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ حاجی غلام علی صاحب۔

سینیٹر حاجی غلام علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ میرا point of order یہ ہے کہ میرا صوبہ خیبر پختونخوا، جو اس وقت حالت جنگ میں بھی ہے اور اس کے ۸۰ فیصد سے زیادہ علاقے میں حکومتی اطلاعات پہنچانے کا واحد ذریعہ پی ٹی وی ہے۔ مجھے انتہائی

افسوس سے یہاں کہنا پڑتا ہے کہ پی ٹی وی نیشنل کا بجٹ ختم کر دیا گیا ہے۔ اس میں ڈھائی گھنٹے ہمارے لیے پشتو کے تھے۔ وہ پورے صوبے میں پشتو پروگرام نشر کر رہے تھے۔ دوسرا یہ کہ نو بجے سے لے کر رات گیارہ بجے تک کی پشتو نشریات پورے صوبے میں نشر ہو رہی تھیں۔ وہاں پر کیبل کی سہولت نہیں ہے اور نہ کوئی اور ایسی چیز ہے۔ حکومت نے جو فیصلہ کیا ہے وہ اسے فوری طور پر واپس لے نیز پورے صوبے کے لیے اڑھائی گھنٹے کا وقت کم ہے۔ پشتو پروگرام کے لیے وقت اس سے زیادہ کیا جائے، نہ کہ کم کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ڈاکٹر سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: شکریہ ۔جناب چیئرمین! ابھی کچھ دن پہلے سندھ پنجاب بارڈر پر lady health workers نے احتجاج کیا۔ ان کے ساتھ جس طرح کا برتاؤ کیا گیا، جس طرح ان کو مارا پیٹا گیا اور بے عزت کیا گیا، اس کی مثال نہیں ملتی۔ گھوٹکی پولیس نے براہ راست کارروائی کی ہے اور ہزاروں کی تعداد میں lady health workers پر انہوں نے دھاوا بولا۔ اس پر بڑا احتجاج ہو رہا ہے۔ یہ انتہائی شرم کی بات ہے اور پھر کراچی میں اساتذہ کے ساتھ، پہلے سکولوں کے اساتذہ کے ساتھ گورنر ہاؤس کے بالکل سامنے اس طرح کیا گیا اور اب کالجز اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ، سینیئر پروفیسروں کی جس طرح پٹائی کی گئی اور ان کو بے عزت کیا گیا، میں سمجھتا ہوں کہ ان دونوں واقعات کی تحقیقات ہونی چاہئیں اور کم از کم جو لوگ ان میں ملوث ہیں، ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ قانون کی حدود میں رہتے ہوئے احتجاج کرنا سب کا حق بنتا ہے۔ ہم جمہوریت کا نام لیتے ہیں تو کم از کم ہمیں جمہوریت کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہیے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ سندھ پنجاب بارڈر پر lady health workers کے ساتھ جو زیادتی کی گئی اور کراچی میں کالجوں کے پروفیسروں کے ساتھ جو زیادتی کی گئی، ان دونوں واقعات کی تحقیقات کی جائیں اور ان میں ملوث افراد کو سزا دی جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ کلثوم صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: بلوچستان سے تعلق رکھنے والے میرے colleagues نے بلوچستان میں ٹارگٹ کلنگ اور مسخ شدہ لاشوں کے حوالے سے جس طرح protest کیا، ملک صاحب بھی بیٹھے ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ اس میں روز بروز کمی نہیں ہوئی ہے بلکہ اضافہ ہو رہا ہے۔ ہر شخص ایک خوف میں مبتلا ہے۔ ملک صاحب سے ہم نے پہلے بھی درخواست کی تھی کہ بے شک آپ ہمیں in camera کوئی ایسی بریفنگ دیں، جس سے ہمیں پتا چلے کہ اس معاملے کو کیسے اور کس طریقے سے ختم کیا جائے۔ دوسرے جناب! میں جس کے لیے بات کرنا چاہ رہی تھی، آج ہیلتھ کمیٹی میں میرے ساتھ ڈاکٹر سعیدہ صاحبہ، بی بی ریحانہ یحییٰ بلوچ صاحبہ اور luckily ظفر علی شاہ صاحب بھی تھے۔ ینگ ڈاکٹرز کی ہڑتال، جو پہلے پنجاب میں تھی اور اب اسلام آباد کے بھی دونوں ہسپتال کر رہے ہیں، پر ہم نے وہاں پر میٹنگ کی بلکہ یہ سمجھیں کہ حکومت نے خود جا کر پوچھا کہ آپ کے کیا مطالبات ہیں؟ آپ سڑکوں پر نہ آئیں بلکہ ہم سے بات چیت کریں۔ جناب چیئرمین! ان کی کچھ باتیں بڑی genuine ہیں اور ہمیں ان کی بات سننی چاہیے۔ آج یہ ڈاکٹرز اور سی ایس پی آفیسرز اگر سڑکوں پر آئیں گے تو کل عام پبلک کا کیا حال ہو گا۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ گریڈ ۱۷ میں appoint ہوتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ سروس مکمل ہونے تک گریڈ ۱۸ یا انیس میں ریٹائر ہو جاتے ہیں۔ اس میں باقی کیڈر ایسے ہونے چاہئیں جو تمام دوسرے سرکاری افسروں کے لیے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی تنخواہ بڑھانے کی بات ہے۔ Contract پر جو ڈاکٹر آتا ہے، اس کی تنخواہ بارہ سے پندرہ ہزار روپے ہوتی ہے، جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ نہایت ہی شرمناک تنخواہ ہے۔ ہمیں ایک ڈاکٹر کو اچھی تنخواہ دینی چاہیے تاکہ وہ اپنے کام، اپنے پیشے کو اچھے طریقے سے نبھا سکے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جو doctors contract پر ہیں، وہ دو سے سات سال تک کے لیے contract پر ہیں۔ یا تو ان کا contract regular رکھا جائے یا پھر ان کو ریگولر ملازمت دی جائے تاکہ وہ relax ہو کر اپنی ڈیوٹی انجام دیں۔ اس کے علاوہ ان کی رہائش کا مسئلہ ہے۔ ڈاکٹرز کی کالونی میں کسی اور مافیا کا قبضہ ہے اور ڈاکٹروں کی رہائش گاہیں دور دور ہیں۔ میرے خیال میں اور کمیٹی نے بھی یہ recommend کیا ہے کہ ڈاکٹرز خاص کر لیڈی ڈاکٹرز کی رہائش ہسپتال میں ہی ہونی چاہیے تاکہ دن رات میں کسی بھی وقت ایمرجنسی کی صورت میں یہ ڈاکٹر اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو سکیں۔ مجھے پتا ہے کہ اس وقت Ministry of Health کا کوئی منسٹر نہیں ہے اور پرائم منسٹر اس کے انچارج ہیں۔ آج ہم وہاں گئے تو وہاں بھی ڈاکٹروں نے مطالبہ کیا کہ اور کوئی نہیں تو رحمان ملک صاحب کو ہی لے آئیں۔ جناب! میری آپ سے درخواست ہے کہ اس معاملے پر آپ کے توسط سے غور و خوض کیا جائے۔ ہمیں اچھا نہیں لگتا کہ ہمارے ڈاکٹرز، جن کو ہسپتالوں میں ہونا چاہیے تھا، وہ سڑکوں پر ہیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ مجھے point or order پر بولنے کا موقع دے رہے ہیں۔ رحمٰن ملک صاحب نے speech کی اور جن جذبات کا اظہار کیا، میں ان کو appreciate کرتا ہوں۔ انہوں نے مہربانی کر کے میرے ساتھ یہ خط share کیا ہے، میں ان کے علم کے لیے کہنا چاہتا ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ ministries کیسے چلتی ہیں، ان کو کون چلاتا ہے اور کیسے drafts بنتے ہیں، I wish کہ رحمٰن ملک صاحب اس پر reflect کرتے، میں چند چیزیں ان کی knowledge کے لیے یہاں پر point out کرنا چاہتا ہوں۔

ایک یہ ہے کہ اس خط میں تین دفعہ Terry Jones جو ملعون اور شیطان ہے، اس کے لیے reverent کا لفظ use کیا گیا ہے، there is a hierarchy in the Christianity those who know Christianity, he is only a pastor, Bishop بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں unknown ہے۔

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: نہیں جناب، allow me sir, this is an official letter which would be going to hundreds of places. ملک صاحب کو اس لیے کہہ رہا ہوں کہ میں ان کے جذبات کو appreciate کرتا ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ یہ draft بنا ہو گا، ملک صاحب کو کلثوم صاحبہ بھی بلا رہی ہیں، یہ صبح کہاں ہوتے ہیں، دوپہر کو کہیں اور ہوتے ہیں اور شام کو کہیں اور ہوتے ہیں تو ان کے پاس اتنا time ہی نہیں ہوتا، یہ ہمارے ساتھ share کر لیتے۔ اس خط میں اس کے لیے تین دفعہ reverent کا لفظ use کیا گیا ہے، I wish this word should have not been used even pastor should have not been used. آپ اس پر کوئی قدغن لگاتے، یہ نمبر ایک ہے۔

نمبر دو یہ ہے کہ para تین میں “sentiments of Muslims all over the world are hurt and deeply disrespect to their Holy Book of the Prophet.” جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے جناب رحمٰن صاحب کو یہ عرض کروں گا کہ یہ کتاب Prophet کی نہیں ہوتی، this is the کتاب اللہ these all books are books of Allah revealed through prophets, اگر تورات ہے، انجیل ہے، زبور ہے اور قرآن حکیم ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے آئی ہیں اور آپ جہاں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر

کرتے ہیں جو کہ یہاں پر inferred ہے، آپ اس پر peace be upon him یا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور لکھتے ہیں، وہ بھی missing ہے، ان کے draft کرنے والوں نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔

تیسری جو بات ہے، میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے Interpol کو یہ کہا ہے کہ وہ Pope سے بات کریں اور پھر a similar appeal may also be made to US authorities جو ان کی محسن تھی، ان کی جو directions ملی ہیں جو انہوں نے صدر زرداری سے ascertain کی ہے، please you have to be assertive and strong, this, frankly, is a piece of paper, I am disappointed when I read it and I request you to please take it, may be a revised letter لکھیں اور اس کو assert کریں۔ ایک last point ہے، میں ان کو blame نہیں کر رہا، مجھے پتا ہے کہ letters کیسے بن کر آتے ہیں، آگے یہ لکھتے ہیں کہ “extremists within Muslim community can use this” not extremists every Muslim is hurt as of now, جس کا رتی بھر بھی ایمان ہے، اس کے جذبات مجروح ہوئے ہیں، اس وقت اس کا دل خون کے آنسو رو رہا ہے کہ ہمارے قرآن حکیم کے ساتھ یہ کیا کیا ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کی وجہ سے extremist in Muslims, don’t be apologetic, you have to be assertive. ہمارا دین اسلام is a matter of proud, we should not be defensive or apologetic about our religion. We should be assertive, we should just convey that we are proud of our religion. یہ کہنا کہ اس وجہ سے Muslim community میں extremists اٹھیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملک صاحب اپنے اس خط کو kindly دوبارہ لکھیں اور strong لکھیں، we will assist you in writing this letter, if your draftsman is so poor and so idiot and ان کا conscience نہیں ہے یا ان کو انگریزی نہیں آتی۔ خدا کے لیے یہ چیزیں نہیں ہونی چاہئیں، this is an official letter from the Interior Minister of Pakistan and this is an issue, we should have been agitated to the worst quarters of the world. میں سمجھتا ہوں کہ ملک صاحب مہربانی کر کے اس کا action لیں۔

جناب چیئرمین: جی ملک صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں آپ کی تائید کرتا ہوں اور قوم آپ کے ساتھ ہے۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: میں اس میں یہ عرض کر دوں، میں بھی اتنا ہی جذباتی ہوں اور آپ سے بڑھ کے جذباتی ہوں اور جذباتی ہو سکتا ہوں، I request the honourable Member کہ جس نے بھی یہ draft لکھا ہے، اس سے idiot کا لفظ withdraw کیا جائے، یہ ایک honourable Senator ہیں، ان کے منہ سے کسی officer کو idiot کہنا اچھا نہیں ہے۔ بہرحال میرے خیال سے ٹھیک نہیں ہے، ہاں البتہ اس میں ہو سکتا ہے اتنا powerful نہ کیا جائے۔ ہاں ہو سکتا ہے، میں تھوڑا سا explain کر دیتا ہوں کہ اس کے follow up میں ایک اور letter گیا ہے، میں جو کل House میں پیش کر دوں گا جس میں دو categorical requests گئی ہیں، you have to request to the Interpol, Interpol is a body جہاں پر کوئی مذہبی چیز آئے یا سیاسی آئے تو وہ deal نہیں کرتے، اس لیے اس draft کو mild رکھا گیا ہے۔ ہم جو letter US authority کو لکھ رہے ہیں، میں نے اس لیے hold کیا کہ مجھے پتا تھا کہ آج resolution آ رہی ہے، آپ کے resolution کی جو language ہے، میں اس کو support کرتا ہوں اور میں اس کو add کروں گا۔ ہاں آپ نے اس میں جو corrections کی ہیں، وہ سر آنکھوں پر ہیں، I will take it آپ اس کا strong draft بنائیں، I will send the same. یہاں پر کیوں رکھا گیا ہے، آپ کو کیوں بتایا گیا ہے کیونکہ ہم چاہتے ہیں لیکن جناب یہ تو appreciate کریں کہ Government نے ایک action تو لیا ہے، چلو ٹھیک ہے جیسے آپ چاہتے ہیں۔

Let me tell you sir, the Interpol does not work under Pakistan, it is an International Body, it has some charter.

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے، انہوں نے بات کر دی ہے۔

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: اگر اس debate میں پڑنا ہے تو

why is this letter written to Interpol? I know and he knows…

(مداخلت)

Senator A. Rehman Malik: Sir, let me finish then you please speak. If you want to react what I am saying when

International community speaks, it speaks on certain laws and issues. Interpol کیونکہ religious issue کو نہیں لیتا، اس کو discuss کرنے کے بعد میں نے اس کو convert کروایا کہ یہ religious issue نہیں رہا، criminal violence کا issue ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں، ڈار صاحب کا جو objection ہے۔ ملک صاحب please میری بات سنیں، ان کا objection on the wordings ہے، وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ wordings ٹھیک کر لی جائیں، thats it. جی۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب! I will do the corrections, اس سے جو زیادہ strong letter follow up میں ہوا ہے، میں وہ بھی لے کر آؤں گا۔

جناب چیئرمین: بات آچکی ہے، اس کی wording ٹھیک کر لیجیے گا۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: اس کے علاوہ ایک direct letter ہمارے Advisor to Religious Affairs بھی دے رہے ہیں۔ میں ان کے پاس بیٹھ جاؤں گا، I will be very happy, he is very educated میں نے کبھی نہ نہیں کی ہے، we will make it strong بلکہ آپ پورے House کی consensus کے ساتھ لکھیں کیونکہ ہم سب اپنے sentiments کا اظہار کر سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ you have rights, the way it should have been written, it has not been written, let us make it stronger. I am with you, I am not saying ‘no’ but I have written even in stronger words in this one and I assure you that we will *Insha Allah* translate your emotions into this letter. Thank you.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، thank you. بادینی صاحب! آپ کا کوئی point of order ہے۔

سینیٹر ولی محمد بادینی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جناب! میرا point of order ہے کہ میں بلوچستان سے آج آیا ہوں اور بلوچستان میں یہ حالت ہے کہ ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ بجلی ملتی ہے باقی بجلی نہیں آتی۔ اس لیے لوگوں کے پاس پینے کے لیے پانی بھی نہیں ہے کیونکہ بلوچستان میں

کوئی نہر ہے نہ ہی پانی کے لیے کوئی اور ذریعہ ہے، پانی tube wells نکالا جاتا ہے۔ اس کے لیے ہمیں جواب ضرور یہ ملے گا کہ towers کو گرایا گیا ہے، ہم یہ کہتے ہیں کہ کسی نے tower گرایا ہے تو آپ نے وہ لوگ پکڑے کیوں نہیں ہیں۔ رحمٰن ملک صاحب سے یہ request ہے کہ کیا انہوں نے کسی کو آج تک پکڑا ہے؟

جناب چیئرمین: رحمٰن ملک صاحب کا Water and Power سے تعلق نہیں ہے۔

سینیٹر ولی محمد بادینی: نہیں، اس میں ان کا ہی تعلق ہے، اصل تعلق ان کا ہے، بجلی کے Minister الگ ہیں لیکن جو towers گرا رہے ہیں، ان کا تعلق رحمٰن ملک صاحب سے ہے، فوج اور پولیس بھی ان کی ہے، سب کچھ ان ہی کا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، بادینی صاحب! آپ کی بات آگئی ہے۔ جی بخاری صاحب! اب آٹھ بج چکے ہیں، the House stands adjourned to meet again on Tuesday the 29th March, 2011 at 10.00 a.m. بہت بہت شکریہ۔

……

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 29th March, 2011, at 10.00 a.m.]

……